154

حج وعمرہ اور زیارت

کے مسائل کی تحقیق اور وضاحت
کتاب وسنت کی روشنی میں

تالیف

علامہ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز
رحمہ اللہ

ترجمہ
شیخ مختار احمد ندوی

طباعت واشاعت
وزارت اسلامی امور واوقاف ودعوت وارشاد
مملکت سعودی عرب

وزارت اسلامی امور واوقاف ودعوت وارشاد کی شائع کردہ

حج وعمرہ اور زیارت

کے مسائل کی تحقیق اور وضاحت
کتاب وسنت کی روشنی میں

تالیف
علامہ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ترجمہ
شیخ مختار احمد ندوی

وزارت کے شعبۂ مطبوعات ونشر کی زیرنگرانی طبع شدہ

۱۴۲۳ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

١٤٠٥ھ

تلبیہ

لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ

میں حاضر ہوں اے میرے رب میں حاضر ہوں

لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ

میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں

اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَ

بیشک ساری تعریفیں اور نعمتیں تیرے ہی لئے ہیں اور

الْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ

ساری بادشاہی بھی، تیرا کوئی شریک نہیں۔

ح وزارة الشئون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد، ١٤٢٣هـ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
التحقيق والإيضاح لكثير من مسائل الحج والعمرة والزيارة - الرياض.
١٨٠ ص ، ١٠ × ١٣ سم
ردمك : ٨ - ٠٧٧ - ٢٩ - ٩٩٦٠
النص باللغة الأردية
١- الحج ٢- العمرة ٣- زيارة المسجد النبوي أ- العنوان
ديوي ٢٥٢,٥ ١٦/١٦٠٠

رقم الإيداع : ١٦/١٦٠٠
ردمك : ٨ - ٠٧٧ - ٢٩ - ٩٩٦٠

الطبعة السادسة عشرة

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ۔

اما بعد، مسائلِ حج کی بابت یہ مختصر مجموعہ ہے جو کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں حج، عمرہ، اور زیارت کے اکثر مسائل پر مشتمل ہے میں نے اسے اپنے لئے اور ان سب مسلمانوں کے لئے جمع کیا ہے جن کے لئے اللہ چاہے اور ہدایت دے۔ میں نے ان مسائل کو دلیل کے ساتھ لکھنے میں بڑی کوشش کی ہے۔ یہ رسالہ پہلی مرتبہ ۱۳۶۳ھ میں جلالۃ الملک عبدالعزیز بن عبدالرحمن الفیصل قدس اللہ روحہ و اکرم مثواہ کے خرچ پر شائع ہوا تھا۔ اس کے بعد میں نے اس

کے مسائل کو کچھ اور مفصل کیا، اور جن تحقیقات کی ضرورت محسوس کی ان کا اضافہ کیا، اور اسے دوبارہ چھاپنا چاہا تاکہ بندگان خدا کو اس سے فائدہ پہونچے۔ اور اس کا نام "التحقیق والإیضاح لکثیر من مسائل الحج والعمرۃ و الزیارۃ علی ضوء الکتاب والسنۃ" رکھا۔ بعد میں مَیں نے اس میں بہت سے اہم اضافے اور مفید تنبیہات شامل کیں تاکہ کتاب پوری طرح مفید ہو جائے۔ میری دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا نفع عام کر دے اور اس کوشش کو اپنی ذات کریم کے لئے خاص کرے اور جنت النعیم میں داخل ہونے کے لئے اسے ذریعہ بنا دے۔ آمین۔ بیشک اللہ ہی ہمارے لئے کافی ہے اور وہی بہتر کارساز ہے۔

المؤلف: عبدالعزیز بن عبداللہ آل باز

الحمد للہ رب العالمین، والعاقبۃ للمتقین و

الصلوٰۃ والسلام علیٰ عبدہٖ ورسولہٖ محمد و

علیٰ آلہٖ وصحبہٖ أجمعین۔

اما بعد، یہ ایک مختصر رسالہ ہے جس میں حج اور اس

کے فضائل وآداب اور سفرِ حج کا ارادہ کرنے والوں کے

لئے جن باتوں کی ضرورت ہے ان کا بیان موجود ہے۔ اور

اختصار و وضاحت کے ساتھ حج اور عمرہ و زیارت کے بہت

سے اہم مسائل کا ذکر ہے۔ میں نے اس رسالہ میں صرف انہیں

امور کو تلاش کیا ہے جن پر کتاب اللہ اور سنتِ رسول سے دلیل قائم ہے۔ میں نے انھیں محض مسلمانوں کی خیرخواہی کی نیت۔ اور اللہ کے اس ارشاد کی تعمیل میں جمع کیا ہے۔

وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (الذاریات ۵۵)	اور نصیحت کیجئے، بیشک نصیحت مومنوں کو نفع پہونچائے گی۔

اور ارشادِ الٰہی :

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ (آل عمران ۱۸۷)	اور جب اللہ نے اہلِ کتاب سے عہد لیا کہ اس کتاب کو عام لوگوں کے سامنے ظاہر کرنا اور چھپانا نہیں۔

اور ارشادِ الٰہی :

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ	اور نیکی و تقویٰ میں ایک

وَالتَّقْوٰى (المائدہ ۲) دوسرے کی اعانت کرتے رہو

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث صحیح کے بمصداق جس میں آپ نے فرمایا ہے: دین خیر خواہی کا نام ہے۔

اَلدِّيْنُ اَلنَّصِيْحَةُ ، قِيْلَ	کہا گیا یا رسول اللہ کس کے
لِمَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، قَالَ	لئے ؟ آپ نے فرمایا: اللہ
لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ	اس کی کتاب ، اس کے رسول ،
وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَ	اور ائمہ مسلمین اور عام
عَامَّتِهِمْ ۔	مسلمانوں کے لئے ۔

اور طبرانی نے حضرت حذیفہ سے روایت کی ہے جس میں آپ نے فرمایا:

مَنْ لَمْ يَهْتَمَّ بِاَمْرِ	جو مسلمانوں کے کاموں کا
الْمُسْلِمِيْنَ فَلَيْسَ مِنْهُمْ	اہتمام نہ کرے وہ ان میں
وَمَنْ لَمْ يُمْسِ وَيُصْبِحْ	سے نہیں ، اور جو صبح و شام

نَاصِحًا لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَ لِرَسُوْلِہٖ وَ اِمَامِہٖ وَلِعَامَّتِہٖ الْمُسْلِمِیْنَ فَلَیْسَ مِنْھُمْ

اللہ، اس کی کتاب، اس کے رسول، اس کے امام، اور عام مسلمانوں کی خیر میں نہ گذارے وہ مسلمان نہیں۔

اور اللہ سے میری دعاء ہے کہ اس رسالہ کے ذریعہ مجھے اور سب مسلمانوں کو فائدہ پہونچائے اور اس سلسلہ میں میری کوشش کو اپنی ذات کریم کے لئے خالص فرمائے اور اسے جنت النعیم میں داخلہ کا ذریعہ بنا دے۔

اِنَّہٗ سَمِیْعٌ مُّجِیْبٌ وَھُوَ حَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔

اللہ ہم کو اور آپ کو حق کی معرفت اور اتباع کی توفیق عطا فرمائے، معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اپنے عزت والے گھر کا حج واجب کیا ہے اور اسے اسلام کا ایک رکن بنا دیا ہے، اس کا ارشاد ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا۔ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ۔ (آل عمران ۹۷)

اور اللہ کی رضا کے لئے ان لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو وہاں تک جانے کی استطاعت رکھتا ہے اور جو انکار کرے تو اللہ سارے عالم سے بے نیاز ہے۔

اور صحیحین میں حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ ادا کرنا۔ (۴) اور رمضان کا روزہ رکھنا (۵) اور بیت اللہ الحرام کا حج کرنا

اور سعید نے اپنی سنن میں عمر بن خطابؓ سے روایت کی ہے، آپ نے فرمایا:

"میں نے ارادہ کیا ہے کہ اپنے لوگوں کو شہروں میں بھیجوں تاکہ وہ اس کی تحقیق کریں کہ جن لوگوں کو حج کی طاقت ہے پھر بھی حج نہیں کرتے وہ ان پر جزیہ مقرر کردیں، ایسے لوگ مسلمان نہیں، ایسے لوگ مسلمان نہیں۔"

اور حضرت علیؓ کا ارشاد ہے: "جو شخص حج پر قادر ہو پھر بھی چھوڑ دے تو اس کے لئے سب برابر ہے یہودی ہو کر

مرے یا عیسائی ہو کر۔"

جس پر حج فرض ہو چکا ہو اور اس نے اب تک نہیں کیا ہے تو اس کو جلدی کرنا چاہیئے۔ چنانچہ عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" فریضہ حج کے لئے جلدی کرو۔ کسی کو معلوم نہیں کہ اس کو کیا عذر پیش آجائے۔ (رواہ احمد)

کیونکہ جس پر حج فرض ہو چکا ہے اس کے لئے اللہ کے اس ارشاد کے مطابق فی الفور حج ادا کرنا واجب ہے:

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ	اور اللہ کی رضا کے لئے
الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ	ان لوگوں پر بیت اللہ کا
اِلَیْہِ سَبِیْلًا۔ وَمَنْ	حج فرض ہے جو وہاں تک

كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ ۔ (آل عمران ۹۷)

پہونچنے کی استطاعت رکھتے ہیں ۔ اس پر بھی جو انکار کرے تو اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے

اور اپنے خطبہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد :

" لوگو ! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے اس لیے حج کرو"

(اخرجہ مسلم)

اور عمرہ کے وجوب پر بہت سی حدیثیں مروی ہیں جن میں سے ایک وہ حدیث بھی ہے کہ جب حضرت جبرئیلؑ نے آپ سے اسلام کی بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا :

" اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں ، اور تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو ، اور عمرہ کرو اور جنابت کا غسل کرو ، اور پورا وضوء کرو ، اور

رمضان کا روزہ رکھو۔ (أخرجه ابن خزیمه والدار قطنی من حدیث عمر بن الخطاب رضؓ وقال الدارقطنی هذا اسناد ثابت صحیح)۔

اور حضرت عائشہ رضؓ کی یہ حدیث بھی کہ انھوں نے پوچھا "یا رسول اللہ کیا عورتوں پر جہاد فرض ہے؟" آپ نے فرمایا ان پر ایسا جہاد فرض ہے جس میں لڑائی نہیں، یعنی حج اور عمرہ "(أخرجه أحمد وابن ماجه باسناد صحیح)

حج اور عمرہ زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہیں۔ جیسا کہ حدیث صحیح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"حج ایک مرتبہ فرض ہے اس سے زیادہ ہو تو نفل ہے۔"

البتہ نفلی حج اور عمرہ کثرت سے کرنا مسنون ہے، جیسا کہ

صحیحین میں ابوہریرہ کی اس روایت سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ کرنا درمیان کی خطاؤں کے لئے کفارہ ہے اور حجِ مبرور کا ثواب جنت کے سوا کچھ نہیں "۔

جب مسلمان حج یا عمرہ کے سفر کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیئے کہ اپنے گھر والوں اور دوستوں کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرے ، یعنی احکاماتِ الٰہی پر عمل اور نواہی سے اجتناب کی تاکید کرے ، اور اس کا ، یا اس کے ذمہ جتنا قرض ہو اس کو لکھ ڈالے اور اس پر گواہ بنا دے ، اور یہ

بھی ضروری ہے کہ تمام گناہوں سے سچی توبہ کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَتُوبُوٓا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۔ (النور۔۳۱)۔

اے ایمان والو ! تم سب اللہ سے توبہ کرو تا کہ فلاح پاؤ۔

اور سچی توبہ ہے گناہوں سے باز آنا ، ان کو چھوڑ دینا ، پچھلے گناہوں پر نادم ہونا اور آئندہ نہ کرنے کا عزم رکھنا۔ اگر اس کے پاس لوگوں کے مال ، آبرو ، یا جان کا کوئی حق باقی ہو تو اپنے سفر سے پہلے اس کو ان تک واپس کر دے یا ان کو اس سے بری کر دے ، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

• جس شخص کے پاس اس کے بھائی کے مال یا آبرو کا کوئی حق باقی ہو اُسے اس دن کے آنے سے پہلے پاک و صاف

کردے جس دن نہ درہم ہوگا نہ دینار۔ اگر اس کے پاس عمل صالح ہوگا تو صاحبِ حق کو دیدیا جائے گا اور اس کے گناہ اس پر لاد دیئے جائیں گے"۔

اور حج وعمرہ کے لئے پاکیزہ حلال کمائی میں سے خرچ کا انتظام کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے پاکیزہ ہی چیز کو قبول کرتا ہے"۔

اور طبرانی نے ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب آدمی پاکیزہ زادِ سفر کے ساتھ حج کے لئے نکلتا ہے اور اپنا پاؤں سواری کے رکاب میں رکھ کر لبیک پکارتا ہے تو

اس کو آسمان سے پکارنے والے جواب دیتے ہیں، تیری لبیک قبول، اور رحمت الٰہی تجھ پر نازل ہو، تیرا توشہ حلال اور تیری سواری حلال اور تیرا حج مقبول ہے گناہوں سے پاک ہے۔"

اور جب آدمی حرام کمائی کے ساتھ حج کے لئے نکلتا ہے اور سواری کے رکاب میں پاؤں رکھ کر لبیک پکارتا ہے تو آسمان کے منادی جواب دیتے ہیں، تیری لبیک قبول نہیں، نہ تجھ پر اللہ کی رحمت ہو، تیرا زاد سفر حرام، تیری کمائی حرام، اور تیرا حج غیر مقبول ہے۔"

حاجی کو چاہیئے کہ لوگوں کی کمائی سے بے نیاز رہے اور سوال کرنے سے پرہیز کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جو خود کو بچائے گا اللہ اس کو بچائے گا، اور جو استغناء کرے گا اللہ اس کو غنی کرے گا۔"

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے :

" آدمی لوگوں سے مانگتا رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا کوئی ٹکڑا بھی نہ ہوگا "

حاجی کو چاہیئے کہ اپنے حج اور عمرہ سے اللہ کی رضاء اور دار آخرت کی فلاح کا طالب ہو اور ان مقدس مقامات میں ایسے اقوال و اعمال سے اللہ کا تقرب چاہے جو اللہ کو پسند ہوں ، اور حج کے ذریعہ دنیا کمانے سے پوری طرح بچے ۔ اسی طرح حج کے ذریعہ ریا، شہرت اور فخر و مباہات بھی نہ چاہیئے ۔ کیونکہ یہ سب بدترین مقاصد ہیں ۔ اور اعمال کی بربادی و عدم قبولیت کا سبب ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ	جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس
الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ	کی زیب وزینت کے طالب
اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا	ہوں ہم اُن کے اعمال کا بدلہ
وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ	انھیں دنیا ہی میں دے دیتے
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ	ہیں اور اس میں اُن کی حق تلفی
لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا	نہیں کی جاتی۔ یہ وہ لوگ ہیں
النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا	جن کیلئے آخرت میں آتش (جہنم)
فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا	کے سوا اور کچھ نہیں اور جو عمل انھوں
يَعْمَلُوْنَ	نے دنیا میں کئے سب برباد اور
(سورۃ ہود آیت ۱۴-۱۵)	جو کچھ وہ کرتے ہے سب ضائع۔

نیز فرمایا:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ	جو شخص دنیا کی نیت رکھے گا
عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ	ہم ایسے شخص کو دنیا میں جتنا چاہیں
لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا	گے جس کے واسطے چاہیں گے

لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝

(الاسراء ۱۸)

فی الحال ہی دیں گے پھر اسکے لئے جہنم تجویز کریں گے۔ وہ اس میں بدحال راندۂ درگاہ ہو کر داخل ہو گا۔ اور جو شخص آخرت کی نیت رکھے گا اور اس کے لئے پوری سعی کریگا بشرطیکہ وہ مومن بھی ہو سو ایسے لوگوں کی یہ سعی مقبول ہو گی۔"

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بسند صحیح ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا، اللہ کا ارشاد ہے: "میں تمام شریکوں سے شرک سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں، جو شخص کسی عمل میں میرے ساتھ اور کو بھی شریک کرتا ہے میں اس کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔"

حاجی کو چاہیئے کہ اپنے سفر میں صاحب طاعت و تقویٰ اور عالم دین کا ساتھ اختیار کرے اور جہلا و فساق کے ساتھ سے پرہیز کرے۔

اور حاجی کو چاہیئے کہ حج اور عمرہ کی مشروع باتوں کو سیکھ لے اور سب مشکل مسائل کو سمجھ لے تاکہ اسے پوری بصیرت حاصل ہو جائے۔ جب وہ اپنی سواری موٹر یا ہوائی جہاز یا کسی اور سواری پر سوار ہو تو بسم اللہ کہنا اور اللہ کی حمد و تعریف کرنا چاہیئے اور تین بار اللہ اکبر کہہ کر یہ دعا پڑھنا چاہیئے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَسْأَلُكَ	پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے اس کو مسخر کر دیا ورنہ ہم میں یہ طاقت کہاں تھی کہ اس کو بس میں کرتے۔ بیشک ہم

فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى۔ اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهٗ۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَمِنْ كَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ

اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ میں اس سفر میں نیکی اور تقویٰ کا سوال کرتا ہوں اور وہ عمل جس سے تو راضی ہے۔ اے اللہ ہم پر اس سفر کو آسان کر دے اور اس کا بُعد مسافت گھٹا دے۔ اے اللہ تو سفر میں ساتھی ہے اور اہل وعیال میں جانشین ہے۔ اے اللہ میں سفر کی تکلیفوں اور برے منظر سے اور اہل وعیال، اور مال کو بری حالت میں دیکھنے سے پناہ مانگتا ہوں۔"

کیونکہ ایسا کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بسند صحیح ثابت ہے جسے مسلم نے عبداللہ بن عمر کی روایت سے بیان کیا ہے۔

اور پورے سفر میں کثرت سے ذکر و استغفار اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دعاء اور گریہ وزاری، قرآن کی تلاوت اور اس کے معانی پر تدبر کرتا رہے۔ نماز باجماعت کی پوری پابندی کرے اور کثرت کلام سے زبان کو بچائے۔ بیکار باتوں کی کرید، اور حد سے زیادہ مذاق سے بچے، نیز اپنی زبان کو جھوٹ، غیبت اور اپنے دوستوں اور مسلمانوں کی ہنسی اڑانے سے بچائے۔ اس کے بجائے اس کو چاہیئے کہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ حسن سلوک کرے، ان کی مصیبتیں دور کرے، انھیں جتنا ہو سکے حکمت وموعظت کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے۔

حاجی جب میقات پر پہونچ جائے تو اس کو چاہیئے کہ غسل کرے اور خوشبو لگائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احرام کے وقت کپڑے اتار دیتے اور غسل فرماتے، خوشبو ملتے، صحیحین میں حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ احرام باندھنے سے قبل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگایا کرتی تھی اور جب آپ حلال ہونا چاہتے تو طواف بیت اللہ سے قبل بھی "

حضرت عائشہ رضؓ نے عمرہ کے لئے احرام باندھ رکھا تھا اور وہ حائضہ ہوگئیں تو آپ نے ان کو حکم فرمایا کہ غسل کرلیں اور حج کے لئے احرام باندھیں۔ اور اسماء بنت عمیس کو جب ذوالحلیفہ میں بچہ پیدا ہوا تو آپ نے ان کو حکم دیا کہ غسل کرلیں اور کپڑا

استعمال کریں پھر احرام باندھ لیں۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ حائضہ یا نفاس والی عورت جب میقات پر پہونچے تو غسل کر کے لوگوں کے ساتھ احرام باندھ لے اور بیت اللہ کے طواف کے علاوہ باقی حج کے تمام کام ویسے ہی کرے جیسے دوسرے حاجی کرتے ہیں جیسا کہ آپ نے حضرت عائشہ اور اسماء بنت عمیس کو اس کا حکم فرمایا۔

احرام باندھنے والے کے لئے مستحب ہے کہ اپنی مونچھیں، ناخن، زیر ناف اور بغل کے بال تراشش لے، اور اس طرح کی جو بھی ضرورت ہو پوری کرلے تاکہ احرام باندھنے کے بعد حالتِ احرام میں اس کی ضرورت نہ پڑے۔ یہ اس لئے بھی مناسب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں کی نگہداشت کا حکم دوسرے اوقات کے لئے بھی فرمایا ہے جیسا کہ صحیحین میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا :

" پانچ چیزیں فطرت میں شامل ہیں ۔ ختنہ کرانا ، موئے زیر ناف صاف کرنا ، مونچھ چھوٹی کرنا ، ناخن تراشنا اور بغل کے بال اکھاڑنا

اور صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھ تراشنے ، ناخن کاٹنے ، بغل کے بال اکھاڑنے اور موئے زیر ناف مونڈنے کے لئے ہمیں وقت مقرر فرمایا کہ ہم انھیں چالیس دنوں سے زیادہ نہ چھوڑیں ۔

اور نسائی میں یوں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کاموں کے لئے ہمارے لئے وقت مقرر کیا ہے ۔ اس روایت کو احمد ، ابوداؤد ، ترمذی نے بھی نسائی کے الفاظ میں نقل کیا ہے ۔

البتہ احرام کے وقت سر کے بال کا کچھ حصہ بھی مونڈنا نہ عورت کے لئے مشروع ہے نہ مرد کے لئے ۔

اور داڑھی کا مونڈنا یا اس کا کچھ حصہ بھی کم کرنا ہر وقت حرام ہے
بلکہ داڑھی کو چھوڑ دینا اور اس کو بڑھانا واجب ہے، جیسا کہ
صحیحین میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا:

"مشرکین کی مخالفت کرو اور داڑھی بڑھاؤ اور مونچھوں کو
چھوٹی کرو۔"

اور مسلم نے اپنی صحیح میں ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مونچھوں کو کاٹو اور داڑھی کو چھوڑ دو، مجوس کی مخالفت کرو۔"

افسوس اس زمانے میں یہ وباء عام ہوگئی ہے اور کثرت سے
لوگ داڑھی کی اس سنت کی مخالفت کرتے ہیں، اور کفار

اور عورتوں کی شابہت کے لئے زور لگاتے ہیں۔ خاص طور پر علم اور تعلیم سے نسبت رکھنے والے لوگ "إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" اللہ ہم کو اور تمام مسلمانوں کو سنت کی موافقت اور سختی سے اس پر عمل کی اور ہدایت کی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

اس کے بعد حاجی ایک تہہ بند اور ایک چادر پہن لے۔ بہتر ہے کہ دونوں سفید اور صاف ہوں، اور مستحب ہے کہ دونوں جوتے پہن کر احرام باندھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

کہ "ہر شخص کو ایک ازار اور ایک چادر اور دو جوتوں میں احرام باندھنا چاہیئے " اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

البتہ عورت کے لیئے جائز ہے کہ کالا یا سبز یا کوئی اور رنگ کا کپڑا احرام میں استعمال کرے۔ صرف اس کا لحاظ رکھے کہ اس کا لباس مردوں کے مشابہ نہ ہو۔ البتہ جو لوگ عورت کے احرام کے لیئے سبز رنگ کو خاص کرتے ہیں یہ بے اصل چیز ہے۔

غسل اور صفائی اور احرام کے کپڑے کے پہننے کے بعد حج، یا عمرہ جس کا ارادہ رکھتا ہو دل سے اس کی نیت کرے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

" اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور آدمی جو نیت کرتا ہے وہی پاتا ہے "

نیت لفظوں میں کرنی مشروع ہے۔ اگر عمرہ کا نیت ہے تو

کہے "لَبَّيْكَ عُمْرَةً" یا کہے "اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ عُمْرَةً" اور اگر حج کی نیت ہے تو کہے "لَبَّيْكَ حَجًّا" یا "اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ حَجًّا" اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا تھا۔ اور افضل یہ ہے کہ نیت کے یہ الفاظ سواری یا جانور یا موٹر وغیرہ پر سوار ہونے کے بعد ادا کئے جائیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت لبیک پکارا تھا جب آپ سواری پر بیٹھ گئے تھے اور سواری میقات سے چلنے کے لئے آپ کو اٹھا چکی تھی : اہل علم کا سب سے زیادہ صحیح یہی قول ہے۔

نیت الفاظ کے ساتھ صرف احرام ہی کے لئے مشروع ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں خاص طور سے

مروی ہے۔ لیکن نماز و طواف وغیرہ کے لئے لفظوں کیساتھ
نیت کرنا مشروع نہیں۔ مثلاً یوں نہیں کہنا چاہیئے کہ میں نے
اس نماز کی نیت کی، یا میں طواف کی نیت کرتا ہوں۔ اس
طرح لفظوں میں نیت کرنا صریح بدعت ہے۔ اور بلند آواز
سے کہنا اور بھی زیادہ قبیح اور گناہ کا کام ہے۔ اگر نیت لفظوں
کے ساتھ کرنا مشروع ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اسے ضرور بیان کرتے یا اپنے فعل یا قول سے اُمت کے لئے
اس کی وضاحت فرماتے اور سلف صالح بھی اس پر ہم
سے پہلے عمل کئے ہوتے۔ لیکن جب نہ تو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے یہ منقول ہے، نہ آپ کے پسندیدہ اصحاب کی طرف
سے، تو معلوم ہوا کہ یہ بدعت ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"سب سے بدتر کام وہ ہے جو نیا ایجاد کیا گیا ہو، اور ہر

بدعت گمراہی ہے۔" (رواہ مسلم)۔

میقات پانچ ہیں۔ (۱) مدینہ والوں کی میقات ذوالحلیفہ ہے جس کو اب لوگ ابیار علی کہتے ہیں۔

(۲) اہلِ شام کی میقات جحفہ ہے۔ یہ رابغ کے قریب ایک ویران بستی ہے۔ لیکن لوگ اب رابغ ہی سے احرام باندھتے ہیں۔ اور جو لوگ بھی رابغ سے احرام باندھتے ہیں ان کا احرام میقات ہی سے شمار ہوتا ہے کیونکہ رابغ جحفہ سے تھوڑی ہی دُور ہے۔

(۳) اہلِ نجد کی میقات "قرن المنازل" ہے جس کو آج "سیل" کہا جاتا ہے۔

(۴) اہلِ یمن کی میقات "یلملم" ہے۔

(۵) اہلِ عراق کی میقات "ذات عرق" ہے۔

ان میقاتوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا شہر والوں کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ یہ ان سب لوگوں کے لئے بھی ہے جو حج اور عمرہ کی نیت سے ان میقاتوں سے گذریں اور جو شخص بھی مکہ جانے کے ارادہ سے حج یا عمرہ کی نیت سے ان میقاتوں سے گذرے اس کے لئے ضروری ہے کہ یہاں سے احرام باندھ لے۔ بغیر احرام باندھے یہاں سے آگے نہ بڑھے خواہ اس کا گذر خشکی کے راستہ سے ہو یا فضا سے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میقاتوں کو مقرر کرنے کے وقت یہ عام حکم فرمایا تھا کہ "یہ میقاتیں ان شہر والوں کے لئے ہیں اور ان کے علاوہ جو لوگ بھی حج اور عمرہ کی نیت سے

یہاں آئیں ان کے لئے بھی ہیں ؛؛

جو شخص حج یا عمرہ کی نیت سے ہوائی جہاز سے مکّہ کی طرف جا رہا ہو اس کو چاہیئے کہ جہاز میں بیٹھنے سے پہلے غسل وغیرہ کی تیاری کرلے، جب جہاز میقات کے قریب پہونچے تو تہبند اور چادر پہن کر اگر وقت میں گنجائش ہے تو عمرہ کے لئے لبیک پکار دے اور اگر وقت تنگ ہو تو صرف حج کے لئے لبیک پکار دے۔ اگر سوار ہونے سے پہلے ہی یا میقات سے قریب ہونے سے قبل کوئی شخص احرام کی چادریں اوڑھ لے تب بھی کچھ حرج نہیں۔ لیکن جب تک میقات کے قریب یا بالمقابل نہ آجائے اس وقت تک لبیک نہ پکارے۔ اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میقات ہی سے احرام باندھا ہے لہذا امّت کا فرض ہے کہ تمام دینی کاموں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے، جیساکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ — تمہارے لیے رسول اللہ کی
رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ — ذات میں بہترین نمونہ ہے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا:

خُذُوْا عَنِّيْ مَنَاسِكَكُمْ — مجھ سے اپنے حج کے مسائل سیکھ لو

لیکن جو شخص حج اور عمرہ کی نیت نہیں رکھتا، مثلاً بیوپاری، لکڑی والا، پوسٹ مین وغیرہ، ایسا شخص مکہ جائے تو اس کے لئے احرام ضروری نہیں، وہ خود چاہے تو اور بات ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مواقیت کے بیان میں یہ فرمایا:

هُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ — یہ میقاتیں ان شہر والوں کے
اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ — لئے ہیں اور حج و عمرہ کے ارادہ
اَهْلِهِنَّ مِمَّنْ اَرَادَ — سے آنے والے ان تمام لوگوں
الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ — کے لئے بھی جو ان میقاتوں
سے گذریں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص ان میقاتوں سے گذرے لیکن اس کا ارادہ حج اور عمرہ کا نہ ہو اس کے لئے احرام ضروری نہیں۔ اور یقیناً بندوں پر اللہ تعالیٰ کی یہ بڑی رحمت اور سہولت ہے۔ فللہ الحمد والشکر۔

اس کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر جب مکہ مکرمہ تشریف لائے تھے تو احرام کی حالت میں نہیں تھے بلکہ آپ سر پر خود پہنے ہوئے تھے کیونکہ اس وقت حج اور عمرہ کی نیت سے نہیں بلکہ مکہ فتح کرنے اور اس میں سے شرک دور کرنے کی نیت سے آئے تھے

جن لوگوں کا مکان میقات کے اندر ہو جیسے جدہ، ام سلم، بحرہ، شرائع، بدر، مستورہ، وغیرہ تو ان کے لئے ضروری نہیں کہ وہ ان مذکورہ بالا پانچوں میقاتوں میں سے کسی کے پاس جاکر احرام باندھیں، بلکہ ان کا یہ مسکن ہی ان کی میقات ہے وہ حج

یا عمرہ جس کی بھی نیت رکھتے ہوں یہیں سے اس کا احرام باندھیں اگر اس کا دوسرا مسکن میقات سے باہر ہو تو اس کو اختیار ہے اگر چاہے تو میقات ہی سے احرام باندھ لے ورنہ اپنے اس گھر ہی سے احرام باندھ لے جو مکّہ کی طرف سب سے قریبی میقات ہے کیونکہ عبداللہ بن عباس کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میقات کا ذکر کرتے ہوئے عام بات فرمائی تھی کہ: جو لوگ میقات کے اندر ہوں ان کے احرام کی جگہ ان کا گھر ہے یہاں تک کہ مکّہ والے مکّہ ہی سے احرام باندھیں گے'' (بخاری ومسلم)

البتہ جو لوگ حرم میں ہوں اور عمرہ کرنا چاہتے ہوں ان کو چاہیئے کہ حِلّ (حدود حرم کے باہر) کی طرف جائیں وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر آئیں۔ اس لئے کہ جب حضرت عائشہ رضؓ نے عمرہ کرنے کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے ان کے بھائی عبدالرحمٰن کو

حکم فرمایا کہ وہ ان کو لے کر حِل کی طرف جائیں اور وہاں سے احرام بندھوا کر لائیں ،، اس سے معلوم ہوا کہ عمرہ کرنے والا اپنا احرام حرم سے نہیں باندھ سکتا بلکہ اس کو حِل میں جانا چاہیئے یہ حدیث عبداللہ ابن عباس کی پچھلی حدیث کو خاص کر دیتی ہے اور اس کی وضاحت کر دیتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں کو جو مکہ سے احرام باندھنے کا حکم فرمایا تھا وہ عمرہ کے لئے نہیں بلکہ صرف حج کے لئے مخصوص تھا۔ کیونکہ اگر عمرہ کا احرام حرم سے باندھنا جائز ہوتا تو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کی اجازت دیدی ہوتی اور انھیں حِل کی طرف جانے پر مجبور نہ کرتے۔ اور یہ ایک کھلا ہوا ثبوت ہے اور یہی تمام جمہور علماء کا قول ہے اور مومن کے لئے سب سے زیادہ احتیاط کی بات بھی یہی ہے ، کیونکہ اس میں دونوں حدیثوں پر عمل ہو جاتا ہے ۔ واللہ الموفق ۔

حج کے بعد کثرت سے عمرہ کرنا مشروع نہیں

جو لوگ حج کے بعد تنعیم یا جعرانہ وغیرہ سے بکثرت عمرہ کرتے ہیں تو اس کی مشروعیت کی کوئی دلیل نہیں۔ البتہ حج سے پہلے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ اور دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ ایسا عمرہ نہ کرنا ہی افضل ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے حج سے فارغ ہونے کے بعد عمرہ نہیں کیا تھا۔ رہا تنعیم سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عمرہ کرنا تو وہ محض اس سبب سے تھا کہ جب وہ مکہ میں تشریف لائیں تو اپنے ایام ماہواری کی بناء پر وہ عمرہ نہیں کر سکی تھیں اس لئے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ انھیں اپنے اس عمرہ کے عوض جس کے لئے میقات سے وہ احرام باندھ کر آئی تھیں اب دوبارہ عمرہ کرنے کی اجازت دیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے انھیں اس کی اجازت دیدی۔ اس طرح ان کے دو عمرے ہو گئے۔ پہلا عمرہ تو ان کے حج کے ساتھ، اور یہ ایک الگ عمرہ۔ لہذا جس کو حضرت عائشہ رضی جیسا عذر درپیش ہو اس کے لئے اجازت ہے کہ حج سے فارغ ہونے کے بعد عمرہ کرے۔ اس طرح تمام دلائل پر عمل بھی ہو جائے گا اور مسلمانوں کیلئے وسعت اور آسانی بھی ہو گی۔

بلاشبہ حج کے بعد حجاج کا اس نئے عمرے کے لئے مشغول ہونا سب کے لئے تکلیف کا باعث ہے جس سے بھیڑ میں اضافہ بھی ہوتا ہے اور حادثات بھی ہوتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کی مخالفت بھی ہوتی ہے۔ واللہ الموفق۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ میقات تک پہونچنے والوں کی دو حیثیت ہے

(ا) ۔ اگر حج کے مہینوں کے علاوہ مثلاً رمضان اور شعبان میں پہونچیں تو ان کو چاہیئے کہ عمرہ کی نیت سے احرام باندھیں اور اس طرح زبان سے لبیک پکاریں۔ "لَبَّیْكَ عُمْرَةً" یا "اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ عُمْرَةً" اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح لبیک ان لفظوں میں پکاریں "لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ، لَبَّیْكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ" اور یہ تلبیہ، اور ذکر الٰہی کثرت سے کرتے ہوئے بیت اللہ تک پہونچیں۔ پھر بیت اللہ پہونچ کر تلبیہ بند کر دیں اور بیت اللہ کا سات طواف کریں اور مقام ابراہیمؑ کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھ کر صفا کی طرف چلے جائیں اور صفا و مروہ کے درمیان سات چکر لگائیں اس کے بعد اپنے سر کے بال منڈوائیں یا چھوٹے

کرا دیں۔ ان کا عمرہ پورا ہو گیا۔ اور احرام کی وجہ سے جو چیزیں حرام ہو گئی تھیں اب حلال ہو گئیں۔

(۲)۔ دوسری حالت یہ ہے کہ حاجی میقات پر حج کے مہینوں یعنی شوال، ذیقعدہ اور ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں پہونچے۔ ایسے شخص کو تین باتوں کا اختیار حاصل ہے، صرف حج، صرف عمرہ، یا دونوں ایک ساتھ؛ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر جب ذیقعدہ میں میقات پر پہونچے تو آپ نے اپنے اصحاب کو ان تینوں ہی طریقۂ حج کا اختیار دیا تھا۔

لیکن ایسے شخص کے بارے میں سنت یہ ہے کہ اگر اس کے پاس

قربانی کا جانور نہ ہو، تو وہ صرف عمرہ کا احرام باندھے، اور وہ سب ارکان ویسے ہی ادا کرے جیسے غیر موسم حج میں عمرہ کرنے والا ادا کرتا ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو جب وہ مکّہ کے قریب پہونچے تھے یہ حکم فرمایا تھا کہ اپنا احرام عمرہ کے لئے خاص کرلیں۔ اور مکّہ پہونچ کر انھیں مزید تاکید بھی فرمائی۔ لہذا صحابہ کرام نے طواف وسعی کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اتباع میں بال منڈوا کر حلال ہوگئے۔ رہے وہ لوگ جن کے پاس قربانی کے جانور تھے تو آپ نے ان کو حکم فرمایا کہ یوم النحر تک اپنے احرام میں باقی رہیں۔ جو لوگ اپنے ساتھ قربانی کے جانور لے کے آتے ہیں ان کے لئے مسنون یہ ہے کہ وہ حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھیں۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے ساتھ قربانی کا جانور لائے تھے۔ تو آپ نے بھی ایسا ہی کیا اور آپ کے اصحاب

میں سے جو لوگ قربانی کا جانور لے کر آئے تھے ان کو بھی ایسا ہی کرنے کا حکم فرمایا۔ اور آپ نے عمرہ کا احرام باندھتے ہوئے عمرہ کے ساتھ حج کا بھی تلبیہ کہا اور ان دونوں ہی سے قربانی ہی کے دن حلال ہوئے۔ اور جو شخص قربانی کا جانور لایا ہو اور صرف حج کا احرام باندھے ہو وہ بھی اپنے احرام میں باقی رہے اور قارن حاجی کی طرح وہ بھی یوم النحر ہی کو حلال ہو۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ جس شخص نے صرف حج کا یا حج وعمرہ دونوں کا احرام باندھا ہو لیکن اس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو تو اس کے لئے مناسب نہیں ہے کہ اپنے احرام میں باقی رہے بلکہ اس کے حق میں سنت یہ ہے کہ اپنا احرام عمرہ کے لئے کرلے اور طواف وسعی اور بال کتروا کر حلال ہو جائے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ان اصحاب کو جن کے پاس جانور نہیں تھے حلال ہونے کا حکم دیا تھا۔ البتہ جو شخص بالکل

آخر میں آیا ہو اور حج چھوٹ جانے کا خطرہ ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ ایک ہی احرام میں حج و عمرہ کرے ۔ واللہ اعلم۔

عذر کے خوف سے مشروط احرام باندھنا

اگر کسی مُحرِم کو اپنی بیماری یا دشمن کے خوف کی وجہ سے حج کی عدم ادائیگی کا خوف ہو تو اس کو چاہیئے کہ احرام باندھتے وقت یوں کہہ دے کہ " اگر کوئی عذر مجھے لاحق ہوا تو میں وہیں حلال ہو جاؤں گا جہاں میرا عذر مجھے روک دیگا۔ جیسا کہ ضُباعہ بنت زبیر نے کہا تھا کہ یا رسول اللہ میں حج کا ارادہ کرتی ہوں لیکن بیمار ہوں تو آپ نے ان کو حکم فرمایا کہ حج کر و اور یہ شرط باندھ لو کہ میں وہیں حلال ہو جاؤں گی جہاں میرا عذر مجھے روک دے گا (متفق علیہ)۔ اس شرط سے معلوم ہوا کہ اگر مُحرِم کو کسی بیماری یا دشمن کی رکاوٹ کا کوئی عارضہ پیش آجائے تو

اس کے لئے حلال ہو جانا جائز ہے اور اس پر کوئی فدیہ نہیں۔

بچے کا حج

چھوٹے بچے اور چھوٹی بچی کا حج صحیح ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں عبداللہ ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنے بچے کو پیش کرتے ہوئے کہا "یارسول اللہ! کیا اس کا بھی حج ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں، اور ثواب تم کو ملے گا۔"

اور صحیح بخاری میں سائب بن یزید سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات برس کی عمر میں حج کیا۔" لیکن یہ حج نفلی ہوگا اور فریضۂ اسلام میں شمار نہ ہوگا۔

یہی حال غلام اور لونڈی کا بھی ہے کہ ان کا فرض حج تو ادا نہیں ہوگا البتہ یہ حج نفلی شمار ہوگا۔ جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضؓ

کی حدیث سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا :

"جو بچہ حج کرے پھر بالغ ہو تو اس پر دوبارہ حج واجب ہے ۔ اور جو غلام حج کرے پھر آزاد کر دیا جائے تو اس پر دوبارہ حج واجب ہے ۔" (اخرجہ ابن شیبہ والبیہقی باسناد حسن)

اگر بچہ عقل و شعور نہیں رکھتا تو اس کا ولی اس کی طرف سے احرام کی نیت کرے گا ۔ اور اس کو احرام پہنا کر اس کی طرف سے لبیک کہے گا ۔ اور بچہ اس وقت محرم سمجھا جائے گا ۔ اور جو چیزیں بڑے محرم کے لئے حرام ہیں وہی اس کے لئے بھی حرام ہوں گی ۔ اسی طرح وہ بچی جو عقل و شعور نہیں رکھتی اس کا ولی اس کی طرف سے احرام کی نیت کرے گا، اس کی طرف سے لبیک پکارے گا ۔ اور وہ بچی محرم ہو جائے گی اور اس پر بھی وہ سب چیزیں حرام ہوں گی جو بڑی عورت پر حرام ہوتی ہیں ۔

اور ضروری ہے کہ ان کے بدن اور کپڑے طواف کی حالت میں

پاک وصاف ہوں۔ کیونکہ طواف نماز ہی کی طرح ہے جس میں طہارت کا حکم دیا گیا ہے۔

اور اگر بچہ و بچی عقل وشعور والی ہوں تو اپنے ولی کی اجازت سے احرام باندھیں گے اور احرام کے وقت غسل و خوشبو وغیرہ سب کام ویسے ہی کریں گے جیسا بڑا محرم کرتا ہے ان کا ولی ان کے کاموں کا نگراں اور ان کی ضروریات کا پوری کرنے والا ہے خواہ وہ ان کا باپ ہو یا ماں یا اور کوئی۔ اور جو کام کرنے سے یہ بچے عاجز رہیں ان کو ان کا ولی کرے گا۔ مثلاً کنکری مارنا وغیرہ۔ البتہ اس کے سوا سب کام ان کو خود کرنا ہوگا جیسے عرفات کا وقوف، منیٰ ومزدلفہ میں رات گذارنا، طواف وسعی کرنا۔ لیکن اگر وہ طواف وسعی نہ کرسکتے ہوں تو انھیں اٹھا کر طواف وسعی کرایا جائے۔ اس صورت میں اٹھانے والا شخص اپنا طواف اس کے ساتھ مل کر نہیں کرسکتا بلکہ وہ ان

بچوں ہی کے لئے طواف وسعی کی نیت کرے گا۔ اور اپنے لئے الگ دوبارہ طواف وسعی کرے گا۔ یہ محض اللہ کی بندگی میں احتیاط اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر عمل کی خاطر ہے کہ " شک کی بات چھوڑ کر یقینی بات پر عمل کرو "

لیکن اگر اٹھانے والا اپنی اور بچے کی بھی نیت طواف و سعی کے لئے ساتھ ہی کرے تو بھی اصح قول کے مطابق کافی ہوگا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو الگ سے طواف کرنے کا حکم نہیں دیا تھا جس نے اپنے بچے کے حج کی بابت آپ سے پوچھا تھا۔ اگر یہ ضروری ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور بیان فرما دیتے۔ واللہ الموفق۔

اور باشعور بچے اور بچی کو طواف شروع کرنے سے پہلے حدث ونجاست سے طہارت کی تاکید کی جائے گی جیسا بڑے محرم کے لئے ضروری ہے اور چھوٹے بچے اور چھوٹی بچی کی طرف سے

ان کے ولی پر احرام باندھنا ضروری نہیں ہے بلکہ صرف نفل ہے۔ اگر کرے تو باعث اجر و ثواب، ورنہ کوئی گناہ نہیں۔ واللہ اعلم۔

احرام کی ممنوع اور مباح چیزوں کا بیان

احرام کی نیت کے بعد محرم خواہ مرد ہو یا عورت، اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ اپنا بال یا ناخن کاٹے یا خوشبو استعمال کرے اور خاص طور پر مرد کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مخصوص شکل کا سِلا ہوا کپڑا جیسے قمیص وغیرہ اپنے پورے بدن پر یا جسم کے بعض حصے پر پہنے، جیسے تولیہ، پائجامہ، موزے، جراب وغیرہ ہاں اگر تہبند نہ پائے تو پائجامہ پہن لے اور اسی طرح جس کو جوتے میسر نہ ہوں تو وہ کاٹے بغیر موزے پہن سکتا ہے جیسا کہ صحیحین میں عبداللہ ابن عباس سے ثابت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جو شخص جوتے نہ پائے وہ موزے پہن لے اور جو تہبند نہ پائے وہ پاتجامہ پہن لے"

رہی عبداللہ ابن عمر کی وہ حدیث جس میں بوقت حاجت موزوں کو کاٹ کر پہننے کا حکم دیا گیا ہے، تو وہ منسوخ ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جب مدینہ طیبہ میں پوچھا گیا کہ محرم کونسا کپڑا پہنے تو اس وقت آپ نے یہ فرمایا تھا، لیکن جب عرفات میں آپ نے خطبہ دیا تو جوتا نہ رہنے کے وقت موزہ پہننے کا حکم فرمایا، لیکن اس کو کاٹنے کا حکم نہیں دیا۔ اور اس خطبہ میں وہ لوگ تھے جنھوں نے آپ کا مدینہ والا جواب نہیں سنا تھا۔ اور بیان کو ضرورت کے وقت مؤخر کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ علم اصول سے ثابت ہو چکا ہے۔ لہٰذا موزوں کے کاٹنے کے حکم کا منسوخ ہونا ثابت ہوا۔ اگر یہ ضروری ہوتا تو رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم اسے ضرور بیان فرماتے۔

اور محرِم کے لئے ان موزوں کا پہننا جائز ہے جو ٹخنے کے نیچے تک ہوں۔ اس لئے کہ وہ بھی جوتے ہی کی جنس سے ہیں۔ نیز محرم کے لئے ازار کی گرہ باندھنا اور اس کو کپڑے سے لپیٹنا وغیرہ بھی جائز ہے، کیونکہ اس کے خلاف کوئی دلیل موجود نہیں اسی طرح محرم غسل کر سکتا ہے اپنا سر دھو سکتا ہے اور آہستہ و نرمی سے سر بھی کھجلا سکتا ہے اگر کھجلانے سے کوئی چیز گر پڑے تو کوئی حرج نہیں۔

اور محرم عورت کے لئے چہرہ پر سِلا ہُوا کپڑا پہننا جیسے بُرقع اور نقاب اور ہاتھوں پر دستانہ وغیرہ کا استعمال حرام ہے۔ اس لئے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"عورت نہ نقاب لگائے نہ دستانے پہنے" (رواہ البخاری)

اور نقاز اس کپڑے کو کہتے ہیں جو اُون یا سُوت سے ہاتھ کے

برابر بنایا جاتا ہے۔ البتہ عورت کے لئے اس کے علاوہ دوسرے سلے ہوئے کپڑے جیسے قمیض، پائجامہ، موزہ اور جراب وغیرہ کا استعمال جائز ہے۔ اور اسی طرح اس کے لئے بوقت ضرورت چہرے پر بغیر پٹی کے اوڑھنی کا ڈالنا بھی جائز ہے۔ اگر اوڑھنی اس کے چہرے پر لگتی رہے تو کچھ حرج نہیں۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضؓ کا ارشاد ہے کہ قافلے ہمارے پاس سے گذرتے تھے اور ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتی تھیں۔ جب لوگ ہمارے سامنے آتے تو عورتیں اپنے چہروں پر اوڑھنیاں لٹکا لیتیں۔ اور جب وہ چلے جاتے تو کھول لیتیں۔

(ابوداؤد، ابن ماجہ، دارقطنی)

اسی طرح کپڑوں سے اپنے ہاتھوں کو ڈھانکنا بھی جائز ہے اور جب اجنبی مرد موجود ہوں تو چہرے اور ہاتھوں کا ڈھانکنا ضروری ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق وہ سب

اعضاء عورت کے حکم میں ہیں:

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ — عورتیں اپنی زینتوں کو اپنے

إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ۔ — شوہروں کے علاوہ ظاہر نہ کریں

بلا شبہ چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں زینت کا سب سے بڑا مقام ہیں اور چہرے کو ہتھیلی سے بھی زیادہ اہمیت حاصل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا — اور جب تم ان سے کوئی سامان

فَاسْأَلُوهُنَّ مِن — مانگو تو پردے کے پیچھے سے

وَرَاءِ حِجَابٍ، ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ — مانگو۔ یہ تمہارے اور ان کے دل

لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ۔ — کے لئے زیادہ پاکیزہ ہے۔

(الاحزاب ۵۳)

اور اکثر عورتیں اوڑھنی کے نیچے جو پٹی لگاتی ہیں تاکہ اوڑھنی چہرے سے اٹھی رہے تو ہمارے علم کی حد تک شریعت میں اس

کی کوئی اصل نہیں۔ اگر یہ مشروع ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت سے اس کو ضرور بیان کرتے اور آپ اس کی طرف سے خاموش نہیں رہتے

مُحرِم عورتوں اور مَردوں کے لئے مَیل یا کسی اور وجہ سے احرام کے کپڑوں کو دھونا جائز ہے اور اس کی جگہ دوسرے کپڑوں کا بدلنا بھی جائز ہے۔ لیکن کسی ایسے کپڑے کا پہننا جائز نہیں جس کو زعفران یا ورس (کمیلہ) لگا ہو۔ اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ ابن عمر کی حدیث میں اس سے منع فرمایا ہے

اور مُحرِم کے لئے ضروری ہے کہ بیہودہ گوئی اور فسق اور لڑائی جھگڑے سے پرہیز کرے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ	حج مقررہ مہینے ہیں۔ جو
فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ	شخص ان میں حج ادا کرے
الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا	تو نہ بے حیائی کی بات بولے

فُسُوْقَ وَلَاجِدَالَ فِیْ الْحَجِّ۔ (البقرہ ۱۹۷)

نہ فسق، اور نہ حج میں جھگڑا کرے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد ثابت ہے:

"جو شخص حج کرے اور اس میں بے حیائی و فسق نہ کرے تو اس دن کی طرح کا ہو کر لوٹے گا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا"

"اَلرَّفَث" کہتے ہیں جماع اور بیہودہ بات اور کام کو۔

"اَلفُسُوْق" عام گناہوں کو کہتے ہیں۔

"اَلجِدَال" باطل یا بے فائدہ باتوں میں لڑائی کرنا۔

لیکن وہ بحث جو حق کے اظہار اور باطل کے رد کے لئے اچھے طریقہ سے کی جائے تو اس میں نہ صرف کوئی حرج نہیں بلکہ اس کا حکم دیا گیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ اپنے رب کی راہ کی طرف

بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ۔ (النحل ۱۲۵)

حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور لوگوں سے اچھے طریقے پر بحث کرو۔

اور محرم مرد کے لئے کسی چپکنے والی چیز سے سر کا ڈھانکنا حرام ہے جیسے ٹوپی، غترہ اور عمامہ وغیرہ۔ اور اسی طرح چہرہ بھی ڈھانکنا حرام ہے۔ کیونکہ عرفہ کے دن جو صحابی اپنی سواری سے گر کر وفات پا گئے تھے ان کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ: ان کو پانی اور بیری سے غسل دو! ور احرام والے انکے دونوں کپڑوں میں ان کو کفنا دو اور ان کا سر اور چہرہ نہ ڈھانکو کیونکہ قیامت کے دن وہ لبیک کہتے ہوئے اٹھائے جائیں گے۔ (متفق علیہ اور یہ مسلم کا لفظ ہے)۔

لیکن موٹر کی چھت یا چھتری وغیرہ سے سایہ حاصل کرنے

میں کوئی حرج نہیں جیسے خیمہ اور درخت وغیرہ سے سایہ حاصل کرنا جائز ہے جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جمرۃ العقبہ کی رمی کرتے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کپڑے سے سایہ کیا گیا تھا۔ اور یہ بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ مقام نمرہ میں آپ کے لئے ایک خیمہ نصب کیا گیا تھا جس کے نیچے عرفہ کے دن آپ آفتاب ڈھلنے تک بیٹھے رہے

اور محرم مرد و عورت پر خشکی کے شکار مارنا، اس میں مدد دینا، شکار کو اپنی جگہ سے بھڑکانا نکاح کرنا اور جماع کرنا اور عورتوں کو شادی کا پیغام دینا اور شہوت کے ساتھ ان سے مباشرت کرنا، سب حرام ہے جیسا کہ عثمان رضی کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" محرم نہ نکاح کرلے اور نہ شادی کا پیغام

دے" (مسلم)

اگر محرم غلطی یا جہالت سے سِلے ہوئے کپڑے پہن لے یا سر ڈھانک لے تو اس پر کوئی فدیہ نہیں۔ اور جب کبھی یاد پڑے یا جان جائے تو اس کو دور کر دے اسی طرح جو شخص بال مونڈ لے یا اپنے بال میں سے کچھ کتر لے یا بھول کر اور جہالت سے اپنے ناخن کاٹ لے تو صحیح روایت کے مطابق اس پر کچھ نہیں۔ اور مسلمان خواہ محرم ہو یا غیر محرم، مرد ہو یا عورت اس کو حرم کا شکار کرنا اور اس کے قتل پر آلہ یا اشارے سے مدد پہونچانا اور اسی طرح شکار کو اس کی جگہ سے بھڑکا کر لے جانا حرام ہے۔ نیز حرم کے درخت اور اس کے سبزہ زاروں کو کاٹنا اور اس کی پڑی ہوئی چیزوں کو اٹھانا حرام ہے، اس کے سوا جو اس کو جانتا ہو۔ اس لئے کہ نبی

صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"یہ شہر یعنی مکہ اللہ کی حرمت کے ساتھ قیامت تک حرام ہے، نہ اس کا درخت کاٹا جائے نہ اس کا شکار بھڑکایا جائے نہ اس کی گھاس کاٹی جائے اور نہ اس کی گری پڑی چیز منشد کے علاوہ کوئی اٹھائے۔ "منشد" کہتے ہیں پہچان کرانے والے کو۔ اور "خلا" کہتے ہیں تازہ گھاس کو۔" اور منیٰ و مزدلفہ حرم میں ہے اور عرفہ حِل میں ہے۔

مکہ میں آنے کے بعد حاجی کیا کرے؟

حاجی جب مکہ پہونچ جائے تو اس کو چاہیئے کہ شہر میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرے۔ اس لیئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

ایسا ہی کیا ہے۔ اور جب مسجد حرام پہونچے تو مسنون ہے کہ اپنا داہنا پاؤں آگے بڑھائے اور یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰہِ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَ بِوَجْہِہِ الْکَرِیْمِ وَ سُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۔	اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اور درود و سلام ہو اللہ کے رسول پر۔ اور میں پناہ مانگتا ہوں اللہ عظمت والے کی اور بزرگ ذات اور اس کی قدیم سلطنت کی شیطان مردود سے۔ اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

اور یہی دعا سب مسجدوں میں داخل ہونے کے وقت پڑھے مسجد حرام میں داخلہ کے لئے جہاں تک میں جانتا ہوں رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی مخصوص دعا ثابت نہیں۔

مسجد حرام میں داخلہ اور طواف کا بیان

حاجی جب کعبہ کے پاس پہونچے تو اگر وہ تمتع یا عمرہ کرنے والا ہے تو طواف شروع کرنے سے پہلے لبیک کہنا بند کر دے پہلے حجر اسود کے سامنے آئے، اس کو داہنے ہاتھ سے چھوئے اگر ممکن ہو تو بوسہ دیدے، لیکن کسی کو دھکا دے کر تکلیف نہ پہونچائے اور چھوتے وقت کہے "بسم اللہ اللہ اکبر" اگر بوسہ دینا مشکل ہو تو ہاتھ یا چھڑی سے اس کو چھوئے۔ پھر اپنی چھڑی یا ہاتھ کو بوسہ دے۔ اگر استلام بھی مشکل ہو تو اللہ اکبر کہہ کر اشارہ ہی کرے۔ لیکن جس چیز سے اشارہ کرے اس کو بوسہ نہ دے۔ اور بیت اللہ کو طواف کی حالت میں اپنی بائیں جانب کرے۔ اگر طواف کے شروع میں

یہ دعا پڑھے تو بہتر ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَ	اے اللہ تجھ پر ایمان لا کر اور
تَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَ	تیری کتاب کی تصدیق کر کے،
وَفَاءً لِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا	اور تیرے عہد کی وفا کر کے اور
لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ	تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	کی سنت کی اتباع کرتے ہوئے

اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا کرنا ثابت ہے۔ اور سات چکر طواف کرے۔ پہلے تین چکر میں رمل کرے۔ یہ اس طواف میں کرے گا جو مکہ آتے ہی سب سے پہلے کرنا ہے خواہ یہ طواف عمرہ کا ہو یا تمتع کا یا قران کا یا حج کا۔ بقیہ چار چکروں میں معمولی رفتار سے چلے گا۔ ہر چکر حجر اسود سے شروع کر کے اسی پر ختم کرے گا۔ "رمل" کہتے ہیں چھوٹے چھوٹے قدم کے ساتھ تیز چلنا۔ اور اس پورے طواف میں اضطباع کریگا۔

اس کے علاوہ دوسرے طواف میں نہیں کرے گا۔" اضطباع کہتے ہیں چادر کا بچلا حصہ اپنے داہنے کندھے کے نیچے کرے اور اس کے دونوں کناروں کو بائیں کندھے پر رکھے"

اگر طواف کے چکروں کی تعداد میں شک پڑجائے تو کم تعداد پر اپنے یقین کی بنیاد رکھے۔ یعنی اگر شک پڑجائے کہ تین چکر کئے ہیں یا چار، تو اس کو تین ہی سمجھے۔ اسی طرح سعی میں بھی کرے۔ جب طواف سے فارغ ہو جائے تو اپنی چادر کو اوڑھ لے۔ اور طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنے سے پہلے چادر کو اپنے دونوں پہلوؤں پر رکھ لے، اور چادر کے کناروں کو سینے پر لٹکا لے۔

عورتوں کیلئے پردہ اور ترک زینت ضروری ہے

عورتوں کے لئے جس چیز سے سختی کے ساتھ پرہیز کرنا ضروری

ہے وہ ان کا زینت اور مہکنے والی خوشبوؤں کو لگا کر بے پردگی کے ساتھ طواف کرنا۔ طواف کی حالت میں پردہ کرنا اور زینت سے پرہیز کرنا ان کے لئے ضروری ہے۔

ان اوقات میں بھی یہ ضروری ہے جب مردوں کے ساتھ ان کا ملنا جلنا زیادہ ہو، اس لئے کہ عورتیں مکمل پردہ کے لائق ہیں اور فتنہ بھی ہیں۔ اور عورت کا چہرہ اس کی زینت کو سب سے زیادہ ظاہر کرتا ہے۔ لہذا محرم کے سوا کسی کے سامنے اس کا ظاہر کرنا جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ۔	اور وہ (عورتیں) اپنی زینت کو شوہروں کے سوا ظاہر نہ کریں۔

لہذا حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت مرد اگر ان کو دیکھتے ہوں

تو وہ اپنا چہرہ نہ کھولیں۔ اگر حجرِ اسود کو چھونے اور بوسہ دینے کی گنجائش میسر نہ ہو تو مردوں کے ساتھ کشمکش کرنا ان کے لئے جائز نہیں ہے۔ اس وقت ان کو چاہیئے کہ مردوں کے پیچھے ہو کر وہ طواف کریں۔ یہ ان کے لئے مردوں سے بھڑ کر بیت اللہ کے قریب طواف کرنے سے زیادہ بہتر اور ثواب کے اعتبار سے بھی زیادہ ہے۔ اور اس طوافِ قدوم کے سوا رمل اور اضطباع کسی اور طواف میں جائز نہیں۔ اور نہ سعی میں جائز ہے۔ اور نہ عورتوں کے لئے رمل اور اضطباع جائز ہے۔ اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رمل و اضطباع صرف اپنے اس پہلے طواف میں کیا ہے جب آپ مکہ تشریف لائے تھے۔

اور محرم کو طواف کی حالت میں حدث اور خباثت سے پاک رہنا چاہیئے اور اپنے رب کے لئے جھکا ہوا اور

اس کے لئے متواضع رہنا چاہیئے۔ اور طواف کی حالت میں کثرت سے اللہ کا ذکر اور دُعاء کرتے رہنا چاہیئے۔ اگر طواف میں کچھ قرآن بھی پڑھتا رہے تو اور بہتر ہے۔

طواف وسعی کی کوئی مخصوص دعاء نہیں

اور نہ اس طواف اور اس سعی میں نہ اسکے علاوہ کسی بھی طواف وسعی میں کسی بھی مخصوص ذکر و دُعاء کا پڑھنا ضروری نہیں۔ جن لوگوں نے طواف وسعی کے ہر چکر کے لئے ایک ایک مخصوص دُعاء ایجاد کر لی ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ جو بھی ذکر و دُعاء میسر ہو اُس کا پڑھنا کافی ہے۔ جب رکنِ یمانی کے مقابل آئے تو بسم اللہِ واللہ اکبر کہہ کر اپنے داہنے ہاتھ سے اس کو چھو لے، لیکن اس کو بوسہ نہ دے اور نہ اپنے ہاتھ کو بوسہ دے۔ اگر رکنِ یمانی کا چھونا مشکل ہو تو چھوڑ کر طواف

کرتا رہے اور رکن یمانی کی طرف نہ اشارہ کرے اور نہ اس کے سامنے آکر اللہ اکبر کہے۔ اس لئے کہ ہمارے علم کی حد تک یہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔ رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان یہ دُعا پڑھنی مستحب ہے:

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا	اے ہمارے رب ہمیں
حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ	دُنیا و آخرت میں بھلائی
حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ	عطا کر اور جہنم کے عذاب
النَّارِ	سے بچا۔

اور حجرِ اسود کے سامنے جب آئے تو اس کو چھوئے اور بوسہ دے اور اللہ اکبر کہے۔ اگر چھونا اور بوسہ دینا آسان نہ ہو تو جب بھی سامنے آئے تو اس کی طرف اشارہ کرے اور اللہ اکبر کہے۔ زمزم و مقام ابراہیم کے پیچھے سے طواف کرنے میں کچھ حرج نہیں اور بھیڑ کے وقت تو خاص طور پر۔ اور

پوری مسجد الحرام طواف کی جگہ ہے۔ اگر مسجد کے چھجوں میں
طواف کیا جائے تو بھی جائز ہے۔ لیکن کعبہ کے قریب طواف
افضل ہے بشرطیکہ آسان ہو۔ اگر ممکن ہو تو طواف سے فارغ
ہوکر دو رکعت نماز پڑھے۔ اگر بھیڑ وغیرہ کی وجہ سے ممکن نہ
ہو تو مسجد کے کسی بھی حصہ میں پڑھ لے۔

اِن دونوں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد قُلْ
یَآ اَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ کا پڑھنا
مسنون ہے۔ طواف کے بعد حجرِ اسود کا رُخ کرے۔ اگر ممکن ہو
تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار کرتے ہوئے اس کو داہنے
ہاتھ سے چھوئے۔ پھر وہاں سے صفا کی طرف نکل جائے۔ اس
پر چڑھ کر کھڑا ہو جائے

اگر میسّر ہو تو صفا پر چڑھنا افضل ہے اور مستحب ہے کہ

قبلہ کو سامنے کرے اور اللہ کی حمد بیان کرے اور کہے:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ۔ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ، اَنْجَزَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے تعریف، وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا اس نے تمام جماعتوں کو شکست دی۔

اس کے بعد دونوں ہاتھ اُٹھا کر جس قدر بھی دُعا کر سکتا ہو کرے۔ یہ ذکر اور دُعائیں تین مرتبہ پڑھے۔ پھر اُتر کر مروہ کی طرف چلے۔ جب پہلے نشان پر پہونچے تو مرد چلنے میں تیزی کرے یہاں تک کہ دوسرے نشان تک پہونچ جائے۔ لیکن عورت ان دونوں نشانوں کے بیچ نہ دوڑے، اس کے لئے پوری سعی میں صرف چلنا ہے۔ پھر چل کر مروہ پر چڑھے یا مروہ کے پاس کھڑا ہو جائے، چڑھنا اگر ممکن ہو تو افضل ہے مروہ پر بھی وہی دُعا کرے جو صفا پر کی تھی۔

پھر اُتر کر چلنے کی جگہ چلے اور دوڑنے کی جگہ دوڑے۔ یہاں تک کہ صفا تک پہونچ جائے، ایسا سات مرتبہ کرے۔ جانا ایک سعی ہے اور لوٹنا ایک سعی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے اور آپ کا ارشاد ہے:

خُذُوا عَنِّی مَنَاسِکَکُمْ مجھ سے اپنے حج کے مسائل سیکھ لو

سعی میں جہاں تک ممکن ہو ذکر و دُعا کثرت سے کرنا چاہیئے اور حدث و نجاست سے پاک رہنا چاہیئے ۔ اگر بغیر وضو بھی سعی کرے تو کافی ہے ۔ اسی طرح اگر طواف کے بعد عورت کو حیض یا نفاس ہو جائے اور وہ سعی کرے تو اس کی سعی ہو جائے گی ۔ اس لئے کہ سعی میں طہارت شرط نہیں ہے ۔ اور جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ طہارت اس میں مستحب ہے ۔ جب سعی پوری کرے تو اپنے بال منڈوالے یا چھوٹا کروالے ۔ مرد کے لئے بال منڈوانا افضل ہے ۔ لیکن اگر عمرہ میں قصر کر لے اور حلق حج کے لئے چھوڑ دے تو بہتر ہے ۔ اگر اس کا مکہ آنا حج کے وقت سے قریب ہو تو اس کے حق میں بال چھوٹا کرانا افضل ہے تاکہ حج میں بقیہ بال کو منڈوالے ۔ اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب جب ۴ ذی الحجہ کو مکہ آئے تو آپ نے ان لوگوں کو جو اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہیں

لائے تھے حکم دیا کہ وہ حلال ہو جائیں اور بال چھوٹے کرالیں آپ نے انھیں بال منڈوانے کا حکم نہیں دیا تھا۔ اور پورے بال کا منڈوانا ضروری ہے، سر کے بعض حصّے کے بال چھوٹا کرانا کافی نہیں۔ اسی طرح سر کے بعض حصّے کا منڈوانا بھی کافی نہیں۔ اور عورت کے لئے صرف چھوٹا کرانا ہی مشروع ہے۔ اس کو چاہیئے کہ ہر چوٹی سے انگلی کے برابر بال کاٹ لے، اور پورا انگلی کے سرے کو کہتے ہیں۔ عورت اس سے زیادہ بال نہ کاٹے۔

اتنی باتیں محرم کرلے تو اس کا عمرہ پورا ہوگیا اور اس کے لئے ہر وہ چیز حلال ہوگئی جو احرام کی وجہ سے حرام تھی۔ البتہ جو شخص قربانی کا جانور حل سے لایا ہو تو اپنے احرام پر باقی رہے گا اور حج و عمرہ دونوں کرکے حلال ہوگا۔

جس شخص نے صرف حج یا حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھا

ہو اُس کے لئے مسنون ہے کہ عمرہ کر کے احرام کھول دے، اور جس طرح حج تمتع والا کرتا ہے ایسا ہی وہ بھی کرے۔ ہاں اگر جانور ساتھ لایا ہے تب نہیں۔ اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا:

لَوْلَا اَنِّیْ سُقْتُ الْهَدْیَ — اگر میں جانور نہ لایا ہوتا تو
لَاَحْلَلْتُ مَعَکُمْ۔ — تمہارے ساتھ حلال ہو گیا ہوتا

اور جب عورت کو عمرہ کے احرام کے بعد حیض یا نفاس آجائے تو پاک ہونے تک نہ بیت اللہ کا طواف کرے نہ صفا و مروہ کی سعی کرے اور جب پاک ہو جائے تو طواف وسعی کرے اور بال بھی چھوٹا کروائے۔ اس سے اس کا عمرہ پورا ہو جائے گا۔ لیکن اگر وہ یوم الترویہ (آٹھویں ذالحجہ) سے پہلے پاک نہ ہو سکے تو جہاں ٹھہری ہوئی ہے وہیں سے حج کا احرام باندھ لے اور سب لوگوں کے ساتھ منیٰ چلی جائے۔

اس طرح وہ قارنہ ہو جائے گی ۔ اور عرفات و مشعر الحرام کے وقوف اور کنکری مارنے اور مزدلفہ و منیٰ میں رات گذارنے قربانی کا جانور ذبح کرنے ، بال چھوٹا کرنے میں ایسا ہی کرے جیسا سب حاجی کرتے ہیں ۔ جب پاک ہو جائے تو بیت اللہ اور صفا و مروہ کا ایک طواف اور ایک سعی کرلے یہ اس کے حج و عمرہ دونوں ہی کے لئے کافی ہوگا ۔ حضرت عائشہ رضؓ کی حدیث کے مطابق کہ ان کو عمرہ کے احرام کے بعد حیض آیا ، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا :

"حاجی جو کچھ کرتے ہیں تم بھی کرو ، صرف بیت اللہ کا طواف نہ کرنا یہاں تک کہ تم پاک ہو جاؤ"۔ (متفق علیہ)

جب حائضہ اور نفاس والی عورت قربانی کے دن کنکری مارلے اور اپنے بال چھوٹے کرلے تو اس کیلئے وہ تمام چیزیں حلال ہو جائیں گی جو احرام کی وجہ سے حرام تھیں جیسے خوشبو وغیرہ

سوائے شوہر کے، یہانتک کہ اپنا حج پورا کرلے۔ جب دوسری پاک عورتوں کیطرح وہ بھی اپنا حج پورا کرلے اور پاک ہونے کے بعد طواف وداع کرلے تو اس کے لئے اس کا شوہر بھی حلال ہوگیا۔

فصل

جب آٹھویں ذی الحجہ (ترویہ کا دن) آئے تو مکہ کے مقیم اور اہل مکہ میں سے جو لوگ حج کا ارادہ رکھتے ہوں وہ اپنے گھروں سے حج کا احرام باندھیں۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مقام ابطح میں مقیم تھے اور آپ کے حکم سے یوم الترویہ کو اپنے مقام ہی سے حج کا احرام باندھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ نہیں فرمایا کہ وہ بیت اللہ جائیں اور وہاں یا میزاب کے پاس سے احرام باندھیں۔ اسی طرح آپ نے ان کو منیٰ جانے کے وقت طواف

وِداع کا بھی حکم نہیں دیا تھا، اگر یہ مشروع ہوتا تو آپ صحابہ کو ضرور بتلاتے۔ اور بھلائی تو سب کی سب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی اتباع میں ہے۔

اور حج کے احرام کے وقت غسل کرنا اور خوشبو استعمال کرنا اور صاف ستھرا ہونا مستحب ہے جیسے میقات کے پاس احرام باندھتے وقت کیا جاتا ہے۔

آٹھویں ذی الحجہ کو منٰی جانے کا بیان

یوم الترویہ کو حج کا احرام باندھنے کے بعد زوال سے پہلے یا بعد منٰی کی طرف جانا مسنون ہے۔ اور جمرۃ العقبہ کو رمی کرنے تک کثرت سے لبیک پکارنا چاہیئے۔ اور حجاج ظہر، عصر، مغرب عشاء اور فجر منٰی ہی میں پڑھیں گے۔ اور سنت یہ ہے کہ ہر نماز اپنے وقت پر قصر پڑھی جائے، جمع نہ کی جائے سوائے

مغرب اور فجر کے، ان میں قصر جائز نہیں۔ اہل مکہ اور دوسروں کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ مکہ اور دوسروں کو منیٰ اور عرفہ و مزدلفہ میں قصر ہی نماز پڑھائی تھی اور مکہ والوں کو نماز پوری کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ اگر یہ ضروری ہوتا تو آپ ان سے بیان کر دیتے

عرفہ جانے کا بیان

عرفہ کے دن آفتاب نکلنے کے بعد حاجی منیٰ سے عرفہ کی طرف جائیں گے۔ اور مسنون ہے کہ لوگ زوال تک مقام نمرہ ہی میں ٹھہرے رہیں بشرطیکہ ایسا کرنا ممکن ہو، تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی اقتدار ہو جائے۔ آفتاب ڈھلنے کے بعد امام یا اس کا نائب لوگوں کو ایسا مناسب حال خطبہ دے جس میں اس دن اور اس دن کے بعد والے دن کے لئے ان

باتوں کا ذکر ہو جو حاجی کے لئے مشروع ہیں۔ خطیب لوگوں کو تقویٰ اور توحید الٰہی اور اخلاص فی العمل کی تاکید کرے اور انھیں حرام باتوں سے ڈرائے اور کتاب اللہ و سنّت رسول اللہ کو مضبوط پکڑنے کی وصیّت کرے۔ اور کتاب اللہ و سنّتِ رسول اللہ کو اپنے تمام کاموں میں فیصلہ کن بنانے کی ترغیب دے۔ تاکہ ان تمام باتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار ہو۔ خطبہ کے بعد لوگ ظہر و عصر اوّل وقت میں ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کے مطابق قصر اور جمع پڑھیں۔

(رواہ مسلم من حدیث جابرؓ)

عرفات میں وقوف اور اسکے آداب کا بیان

اس کے بعد لوگ مقام عرفہ میں وقوف کریں۔ بطنِ عرنہ

کے علاوہ پورا عرفہ کھڑے ہونے کی جگہ ہے اگر میسر ہو تو قبلہ اور جبل رحمت کو سامنے کرنا مستحب ہے۔ اگر دونوں کو سامنے کرنا میسر نہ ہو تو قبلہ کو سامنے کرے اور جبل رحمت کو سامنے نہ کرے۔ اس وقوف میں حاجی کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر، اس سے دُعاء، اسکی طرف آہ وزاری میں پوری جدوجہد کرے، دُعاء کے وقت دونوں ہاتھوں کو اُٹھائے، اگر لبیک پکارتا ہے اور قرآن بھی پڑھتا رہے تو اور بھی بہتر ہے اور جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: "سب سے اچھی دُعاء عرفہ کے دن کی دُعاء ہے اور سب سے اچھی دُعاء جو میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے کہی وہ یہ ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ	اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں،
لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ	وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک
الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ	نہیں، اسی کے لئے ملک ہے
يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ	اسی کے لئے حمد ہے وہی زندہ

عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ " کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ

ہر چیز پر قادر ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بسندِ صحیح ثابت ہے کہ

چار کلمے اللہ کو سب سے زیادہ پیارے ہیں۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ ، وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

وَاللّٰہُ اَکْبَرُ " اس دعا کو خشوع وخضوع قلب کے

ساتھ کثرت سے بار بار پڑھنا چاہیئے۔ اسی طرح شرع میں

جو دوسرے اذکار ودعائیں دوسرے اوقات کے لئے آئی

ہیں ان کو بھی کثرت سے پڑھے، خصوصیت سے اس جگہ

اور اس عظیم دن میں اور بھی پڑھنا چاہیئے اور جامع اذکار

ودعاؤں کو خصوصیت سے منتخب کرنا چاہیئے جن میں سے

خاص طور پر یہ دعائیں ہیں:

قرآن وحدیث کی منتخب دعائیں

① سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۔	پاک ہے اللہ اور اس کی حمد بیان کرتے ہیں۔ پاک ہے اللہ عظمت والا۔
② لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۔	تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے، بیشک میں ہی ظالم ہوں۔
③ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ	اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہم سب اسی کی بندگی کرتے ہیں، اسی کے لئے نعمت ہے اور فضل، اور

الْحَسَنُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	اسی کے لئے اچھی تعریف ہے
مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ	اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ	خالص کرتے ہیں اسی کے
	لئے دین کو، خواہ کافر پسند نہ کریں
(۴) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ	نہیں ہے کسی کو زور اور
اِلَّا بِاللّٰهِ۔	قوت اللہ کے سوا۔
(۵) رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا	اے ہمارے رب عطا کر ہمیں
حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ	دنیا میں بھلائی اور آخرت
حَسَنَةً وَّقِنَا	میں بھلائی اور ہمیں جہنم
عَذَابَ النَّارِ۔	کے عذاب سے۔
(۶) اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ	اے اللہ! میرے لئے
دِيْنِيَ الَّذِيْ هُوَ	میرے دین کو سدھار دے
عِصْمَةُ اَمْرِيْ	جو میرے کام کی عصمت ہے

وَاَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ فِیْھَا مَعَاشِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ آخِرَتِیْ الَّتِیْ فِیْھَا مَعَادِیْ وَاجْعَلِ الْحَیَاۃَ زِیَادَۃً لِّیْ فِیْ کُلِّ خَیْرٍ وَالْمَوْتَ رَاحَۃً لِّیْ مِنْ کُلِّ شَرٍّ

اور میرے لئے میری دُنیا سُدھار دے جس میں میری روزی ہے، اور میرے لئے میری آخرت سُدھار دے جس میں مجھے لَوٹ کر جانا ہے اور زندگی کو میرے لئے ہر بھلائی میں زیادتی کا باعث بنا دے اور موت کو میرے لئے ہر برائی سے راحت بنا دے۔

(۷) اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ جَھْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْکِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَۃِ الْاَعْدَاءِ۔

پناہ چاہتا ہوں اللہ کی، آزمائش کی سختی سے اور نحوست کے پانے سے اور بُرے فیصلے سے اور دشمنوں کے ہنسنے سے۔

(٨) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَ الْحَزَنِ وَمِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَمِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَمِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ وَمِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ

اے اللہ تیری پناہ چاہتا ہوں فکر سے اور غم سے اور عاجزی و سستی و بزدلی، اور بخل و گناہ سے اور قرض خواہ اور قرض کے غلبہ سے، اور لوگوں کے دباؤ سے۔

(٩) اَعُوْذُ بِكَ اَللّٰهُمَّ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَمِنْ سَيِّئِ الْاَسْقَامِ۔

اے اللہ تیری پناہ چاہتا ہوں برص سے، جنون سے اور کوڑھ سے اور بری بیماریوں سے۔

(١٠) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ

اے اللہ تجھ سے سوال کرتا ہوں درگذر کا، اور

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ	دُنیا و آخرت میں عافیت کا۔
(۱۱) اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِيْنِي وَدُنْيَايَ وَاَهْلِي وَمَالِي۔	اے اللہ میں تجھ سے درگذر اور عافیت کا سوال کرتا ہوں اپنے دین اور دُنیا اور اہل اور مال کے بارے میں
(۱۲) اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِي وَاٰمِنْ رَوْعَاتِي وَاحْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ يَمِيْنِي وَعَنْ شِمَالِي وَمِنْ فَوْقِي وَاَعُوْذُ بِعَظْمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي۔	اے اللہ میرے عیوب کو چھپا دے، اور مجھے خوف سے محفوظ رکھ اور میری حفاظت کر میرے سامنے، پیچھے اور دائیں بائیں اور اوپر سے۔ اور تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں نیچے سے ہلاک کیا جاؤں۔

⑫ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ وَ إِسْرَافِيْ فِيْ أَمْرِيْ وَ مَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ	اے اللہ میرے لئے بخش دے میری خطاء، نادانی، اور میرے کام میں میری زیادتی کو اور جو کچھ بھی تو میری طرف سے جانتا ہے۔
⑬ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ جِدِّيْ وَهَزْلِيْ وَ خَطَئِيْ وَعَمْدِيْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ۔	اے اللہ میری حقیقت اور مذاق اور خطا اور ارادے کو بخش دے، اور یہ سب میری ہی طرف سے ہے۔
⑮ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَ مَا	اے اللہ معاف کردے جو کچھ میں نے پہلے کیا اور بعد میں کیا، اور جو کچھ مخفیہ کیا اور جو اعلانیہ کیا اور جس کو

أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ أَنْتَ | تو مجھ سے بہتر جانتا ہے تو ہی
الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ | آگے کرنیوالا ہے اور تو ہی پیچھے
وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ | کرنیوالا ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے

(١٦) اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ | اے اللہ تجھ سے سوال کرتا
الثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ وَ | ہوں کام میں ثبات قدمی کا
الْعَزِيْمَةَ عَلَى الرُّشْدِ | اور ہدایت پر استقلال کا اور
وَاسْأَلُكَ شُكْرَ | تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری
نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ | نعمت پر شکر کا اور تیری عبادت
وَاسْأَلُكَ قَلْبًا سَلِيْمًا | اچھی طرح کرنے کا۔ اور تجھ سے
وَلِسَانًا صَادِقًا وَ | سوال کرتا ہوں قلب سلیم کا۔
وَاسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ | اور سچی زبان کا، اور سوال
مَا تَعْلَمُ وَأَعُوْذُ | کرتا ہوں اس بھلائی کا جس
بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ | کو تو جانتا ہے اور تیری پناہ

وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ اِنَّكَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۔	چاہتا ہوں اپنی اُس بُرائی سے جس کو تو جانتا ہے اور مغفرت چاہتا ہوں تجھ سے اس برائی کی جس کو تو جانتا ہے بیشک تو ہی غیب کا جاننے والا ہے ۔
(۱۷) اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَاَذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ مَا اَبْقَيْتَنِیْ ۔	اے اللہ۔ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب میرے گناہ بخش دے، اور میرے دل کے غصہ کو دور کر دے اور گمراہ کن فتنوں سے مجھے بچا جب تک تو مجھ کو زندہ رکھ۔

(۱۸) اَللّٰھُمَّ رَبَّ	اے اللہ! آسمانوں اور
السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ	زمینوں کے رب اور عرش
الْاَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ	عظیم کے رب! ہمارے اور
الْعَظِیْمِ وَرَبَّ	ہر چیز کے رب! دانے اور
کُلِّ شَیْئٍ فَالِقَ	گٹھلی کو پھاڑنے والے!
الْحَبِّ وَالنَّوٰی مُنَزِّلَ	تورات، انجیل اور قرآن
التَّوْرَاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ	کو اُتارنے والے! ہر
وَالْقُرْاٰنِ۔ اَعُوْذُبِكَ	چیز کی بُرائی سے پناہ
مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْئٍ	چاہتا ہوں، تو ہی اس کی
اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِہٖ	پیشانی کو پکڑنے والا ہے
اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ	تو اوّل ہے تیرے پہلے
قَبْلَكَ شَیْئٌ وَاَنْتَ	کوئی چیز نہیں اور تو آخر
الْاٰخِرُ فَلَیْسَ	ہے تیرے بعد کوئی چیز
بَعْدَكَ شَیْئٌ وَ	نہیں ہے، اور تو

أَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ، اِقْضِ عَنِّيَ الدَّيْنَ وَاَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ۔

ظاہر ہے تیرے اوپر کوئی چیز نہیں، اور تو باطن ہے تیرے سوا کوئی چیز نہیں۔ میری طرف سے قرض ادا کر دے اور مجھے فقر سے بے نیاز کر دے۔

(19) اَللّٰهُمَّ اَعْطِ نَفْسِيْ تَقْوٰهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكّٰهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا۔

اے اللہ عطا کر میرے نفس کو اس کی پرہیزگاری اور اس کو صاف کر دے، تو ہی سب سے اچھا اس کو صاف کرنے والا ہے تو ہی اس کا ولی اور مولیٰ ہے

(20) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ

اے اللہ تیری پناہ چاہتا ہوں مجبوری اور سستی سے

وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

اور تیری پناہ چاہتا ہوں بزدلی سے اور بڑھاپے سے اور بخیلی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں عذاب قبر سے۔

(۲۱) اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَ بِكَ خَاصَمْتُ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ اَنْ تُضِلَّنِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ، اَنْتَ الْحَيُّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ يَمُوْتُوْنَ

اے اللہ میں تیرے لئے فرمانبردار ہوا اور تیری ذات پر ایمان لایا اور تیرے اوپر بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع ہوا، اور تیرے سہارے لڑا میں پناہ چاہتا ہوں تیری عزت کی کہ تو مجھے گمراہ کردے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو زندہ ہے مرے گا نہیں اور جن و

انسان مرجائیں گے۔

(۲۲) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا یَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَۃٍ لَّا یُسْتَجَابُ لَھَا۔

اے اللہ تیری پناہ چاہتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے اور اس قلب سے جو خوف نہ کھائے اور اس نفس سے جو آسودہ نہ ہو اور اُس دُعاء سے جو قبول نہ کی جائے۔

(۲۳) اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنِیْ مُنْکَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَھْوَاءِ وَالْاَدْوَاءِ

اے اللہ مجھ کو بُرے اخلاق اور بُرے اعمال، اور بُری خواہشات اور بیماریوں سے بچا۔

(۲۴) اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ وَاَعِذْنِیْ

اے اللہ مجھے میری ہدایت کی خبر کر، اور مجھے میرے

مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ ۔	نفس کے شر سے بچا۔
(٢٥) اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ	اے اللہ میری کفایت کر
بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ	اپنے حلال کے ذریعہ اپنے حرام
وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ	سے اور اپنے فضل سے اپنے
عَمَّنْ سِوَاكَ	ماسوا سے مجھے بے نیاز کر دے
(٢٦) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ	اے اللہ میں تجھ سے سوال
الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَ	کرتا ہوں ہدایت کا ، اور
الْعَفَافَ وَالْغِنٰى ۔	پارسائی اور پاکدامنی و بے نیازی کا
(٢٧) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ	اے اللہ میں سے سوال کرتا
الْهُدٰى وَالسَّدَادَ	ہوں ہدایت و درستگی کا ۔
(٢٨) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ	اے اللہ میں تجھ سے سوال
مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ	کرتا ہوں ہر بھلائی کا جلد
وَآجِلِهٖ مَا عَلِمْتُ	آنے والی اور دیر میں آنیوالی

مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جس کو میں نے جانا اور جس کو نہیں جانا۔ اور تیری پناہ چاہتا ہوں ہر برائی سے جلد آنے والی اور دیر میں آنے والی، جس کو میں نے جانا اور جس کو نہیں جانا۔ اور تجھ سے سوال کرتا ہوں اس بھلائی کا جس کو تیرے بندے اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگا۔ اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس چیز کی برائی سے جس سے تیرے بندے اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی

(۲۹) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ اِلَیْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ اِلَیْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ وَاَسْأَلُكَ اَنْ تَجْعَلَ كُلَّ قَضَاءٍ قَضَیْتَهٗ لِیْ خَیْرًا

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں جنت کا، اور اس عمل یا قول کا جو جنت کی طرف قریب کرے اور تجھ سے سوال کرتا ہوں اس بات کا کہ ہر فیصلے کو جو تُو نے میرے لئے مقرر کیا ہے اس کو بھلا و بہتر کر دے۔

(۳۰) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۔ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ ۔ بِیَدِهٖ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے سب تعریف، وہی زندہ کرتا

الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى	ہے وہی مارتا ہے اسی کے ہاتھ
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ	میں بھلائی ہے اور وہ ہر
	چیز پر قادر ہے۔
(۳۱) سُبْحَانَ اللّٰهِ	پاک ہے اللہ اور سب
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ	تعریف اللہ کے لئے ہے اور
اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ	اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ	اللہ سب سے بڑا ہے اور نہ
اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ	کوئی زور ہے نہ قوت مگر اللہ
الْعَظِيْمِ	بلند عظمت والے کو۔
(۳۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ	اے اللہ درود بھیج محمد
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى	صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آلِ
آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ	محمد پر جس طرح تو نے درود
عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى	بھیجا ابراہیم اور آل ابراہیم

آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ	پر، بیشک تو قابلِ تعریف
حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔	بزرگی والا ہے۔ اور برکت
وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ	نازل کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم
وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا	اور آلِ محمد پر، جس طرح تو
بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ	نے برکت نازل کی ابراہیم
وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ	اور آل ابراہیم پر۔ بیشک
اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ	تو قابل تعریف اور بزرگی والا ہے
(۴۲) رَبَّنَا اٰتِنَا فِی	اے ہمارے ہمیں عطا کر دنیا
الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی	میں بھلائی اور آخرت میں
الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا	بھلائی اور ہمیں جہنم کے
عَذَابَ النَّارِ	عذاب سے بچا۔

اور اس عظیم موقف میں حاجی کو چاہیئے کہ مذکورہ بالا اذکار و دعائیں اور اس کے مفہوم کی دوسری دعائیں اور

اذکار اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کثرت سے بھیجے۔ اور دُعا میں آہ وزاری کرے اور اللہ سے دُنیا و آخرت کی بھلائیاں مانگے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب دُعا مانگتے تھے تو دُعا کو تین تین بار دُہراتے تھے، لہٰذا اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار کرنی چاہیئے۔ عرفات کے اس میدان میں مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے رب کی طرف رجوع کریں اور اس کے سامنے عاجزی و زاری کریں اس کی بارگاہ میں جھکیں، اس کے سامنے انکساری کریں، اس کی رحمت و مغفرت کی اُمید رکھیں اور اس کے عذاب و ناراضگی سے ڈریں، اپنے نفس کا حساب لیں اور خالص توبہ کی تجدید کریں اس لئے کہ یہ بہت بڑی عظمت اور بڑے اجتماع کا دن ہے اس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر سخاوت کرتا ہے اور اپنے فرشتوں پر فخر کرتا ہے اور اس دن کثرت

ے لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔ اور یوم عرفہ سے زیادہ کسی اور دن شیطان کو ذلیل و حقیر اور پریشان ہوتے نہیں دیکھا گیا سوائے بدر کے دن کے۔ اس لئے کہ شیطان دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کتنا فضل و احسان ہے، اور کتنی کثرت سے وہ لوگوں کو آزاد اور معاف کرتا ہے،

اور صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عرفات سے زیادہ کسی اور دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جہنم سے آزاد نہیں کرتا، اور وہ اس دن قریب ہوتا ہے اور فرشتوں سے فخر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میرے یہ بندے کیا چاہتے ہیں؟"

لہذا مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اللہ کو اپنی طرف سے بھلائی دکھلائیں اور اپنے دشمن شیطان کو ذلیل کریں۔

اور کثرت سے ذکر و دُعاء اور تمام گناہوں سے استغفار و توبہ کر کے شیطان کو مغموم کریں، اور آفتاب کے غروب ہونے تک مُحتاج برابر ذکر و دُعاء اور آہ و زاری میں مشغول رہیں۔

جب آفتاب غروب ہو جائے تو لوگ سکینت اور وقار کے ساتھ مزدلفہ کی طرف لوٹ آئیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں کثرت سے لبیک پکاریں اور مزدلفہ میں جا کر پھیل جائیں۔ اور عرفات سے آفتاب غروب ہونے سے پہلے واپس آنا جائز نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب غروب ہونے تک وہاں ٹھہرے اور آپ نے فرمایا:

"خُذُوْا عَنِّیْ مَنَاسِکَکُمْ" مجھ سے اپنے حج کے مسائل سیکھ لو۔

لوگ جب مُزدلفہ پہونچ جائیں تو فوراً پہلے مغرب تین رکعات اور عشاء دو رکعت ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ جمع کرکے پڑھیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا تھا۔ مزدلفہ میں لوگ مغرب کے وقت پہونچیں یا عشاء کے وقت، نماز کی ترتیب یہی ہونی چاہیئے۔ جو لوگ مزدلفہ پہونچتے ہی نماز سے پہلے کنکریاں چننے لگتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہی مشروع ہے تو ایسا کرنا بالکل غلط ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مشعر الحرام سے واپسی کے بعد کنکری چننے کا حکم دیا تھا۔ جس جگہ بھی کنکری چن لی جائے کافی ہے مزدلفہ ہی سے چننے کو خاص نہ کیا جائے بلکہ منیٰ سے بھی چننا جائز ہے۔ آج کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں صرف

جمرۃ العقبہ کو سات کنکریاں مارنا سنّت ہے ۔ بقیہ تین دن منٰی ہی سے ہر روز اکیس۲۱ کنکریاں چُنی جائیں اور تینوں جمرات کو ماری جائیں ۔

کنکریوں کو دھونا مستحب نہیں ، بغیر دھوئے ہی مارنا چاہیئے کیونکہ کنکریوں کو دھونا نہ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ آپ کے اصحاب سے ۔ اور استعمال شدہ کنکریوں کو دوبارہ استعمال نہیں کرنا چاہیئے ۔

حاجی کو چاہیئے کہ آج کی رات مزدلفہ ہی میں گذاریں ، البتہ کمزور عورتوں اور بچوں وغیرہ کو اگر اخیر رات میں منٰی بھیج دیں تو عائشہ رضی اور اُم سلمہ کی حدیث کے مطابق ایسا کرنا جائز ہے ۔ لیکن ان کے علاوہ دوسرے محتاج کے لئے ضروری ہے کہ نماز فجر پڑھنے

تک مزدلفہ ہی میں مقیم رہیں۔ نماز فجر کے بعد قبلہ کو سامنے کر کے مشعر الحرام کے سامنے کھڑے رہیں اور کثرت سے ذکرِ الٰہی اور تکبیر اور دُعاء کریں۔ یہاں تک کہ صبح خوب روشن ہو جائے۔ دُعاء کے دوران ہاتھ اٹھانا مستحب ہے۔ کوئی ضروری نہیں کہ حاجی مشعر الحرام ہی کے قریب کھڑے رہیں بلکہ جہاں کہیں کھڑے ہو جائیں کافی ہے اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں یہاں یعنی مشعر الحرام کے قریب کھڑا ہوا۔ اور پورا مزدلفہ کھڑے ہونے کی جگہ ہے۔ (رواہ مسلم فی صحیحہ)

جب صبح خوب روشن ہو جائے تو آفتاب نکلنے سے پہلے منیٰ کی طرف کوچ کر جائیں اور چلتے ہوئے کثرت سے لبیک پکاریں۔ جب وادئ محسر آجائے تو جلدی سے گذریں۔ منیٰ پہونچ کر

جمرۃ العقبہ کے پاس لبیک کہنا بند کردیں، وہاں پہونچتے ہی جمرہ کو پے در پے سات کنکریاں ماریں، ہر کنکری کے وقت ہاتھ اٹھائیں۔ اور اللہ اکبر کہیں۔ اس بات کا خیال رہے کہ کنکری مارنے وقت کعبہ کو اپنی بائیں جانب اور منیٰ کو داہنی جانب کر کے وادی کے اندر سے کنکری ماریں، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا تھا۔ اگر دوسری جانب سے بھی مار دیا اور کنکری جمرہ پر پڑ گئی تو کافی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ کنکری رمی کی جگہ میں پڑی رہے بلکہ ضروری یہ ہے کہ اس کو لگ جائے۔ اگر لگ کر نکل جائے تو اہل علم کے مشہور قول کے مطابق کافی ہے۔ جس کی تشریح امام نوویؒ نے شرح المہذب میں کی ہے۔ اور کنکریاں خذف کے برابر ہونی چاہئیں جو چنے سے کچھ بڑی ہوتی ہے۔

کنکری مارنے کے بعد قربانی کا جانور ذبح کرے، ذبح

کرنے کے وقت بسم اللہِ اللہ اکبر اللّٰہم ہٰذا مِنک وَلک کہنا چاہیئے اور جانور کو قبلہ رُخ کرنا چاہیئے۔

اونٹ ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ کھڑا ہُوا ہو اور اس کا بایاں ہاتھ بندھا ہو۔ اور گائے وبکری کو بائیں پہلو پر ذبح کرنا چاہیئے۔ اگر قبلہ کے علاوہ دوسری طرف ذبح کردیا تو سُنّت چھوٹ جائے گی لیکن ذبیحہ ہو جائے گا۔ کیونکہ ذبح کے وقت قبلہ رُخ کرنا سنّت ہے واجب نہیں۔ اپنی قربانی کے جانور میں سے ہدیہ دینا اور صدقہ کرنا مستحب ہے جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

فَکُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِیْرَ
اس میں سے خود کھاؤ اور محتاج فقیر کو بھی کھلاؤ۔

اہل علم کے صحیح قول کے مطابق قربانی کا وقت ایام تشریق

کے تیسرے دن آفتاب ڈوبنے تک ہے ۔ جانور نحر یا ذبح کرنے کے بعد حاجی اپنا سر منڈوالے یا بال چھوٹا کرالے، لیکن حلق افضل ہے اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حلق کرانے والوں کے لئے رحمت اور مغفرت کی دعا تین بار فرمائی اور قصر کرنے والوں کے لئے ایک مرتبہ ۔

اور سر کے کچھ حصے کا کٹوانا کافی نہیں بلکہ منڈانے کی طرح پورے سر کا بال چھوٹا کرانا بھی ضروری ہے ۔ اور عورت کے اپنی پور کے برابر اپنی چوٹیوں میں سے کاٹنا چاہیئے ۔ کنکری مارنے اور بال منڈانے کے بعد محرم کے لئے عورت کے سوا وہ سب چیزیں حلال ہوجاتی ہیں جو احرام کی وجہ سے اس پر حرام تھیں ۔ اس حلال ہونے کو تحلّلِ اوّل کہا جاتا ہے ۔

اس تحلل کے بعد حاجی کے لئے خوشبو لگانا، مکہ جاکر طواف کرنا مسنون ہے ۔ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ : میں رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھنے کے پہلے اور حلال ہونے کیلئے طواف بیت اللہ سے پہلے خوشبو لگایا کرتی تھی (بخاری ومسلم)۔

اس طواف کو "طوافِ افاضہ" اور "طوافِ زیارت" بھی کہا جاتا ہے جو حج کا ایک رکن ہے اس کے بغیر حج پورا نہیں ہوتا اور یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا:

ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ	چاہیئے کہ اپنا میل کچیل دُور
وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ	کریں اور اپنی منتیں پوری کریں
وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ	اور پرانے گھر (بیت اللہ) کا
الْعَتِيقِ (الحج ۲۹)۔	طواف کریں۔

طواف اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد اگر حاجی متمتع ہے تو صفا اور مروہ کی سعی کرے گا۔ یہ سعی اس کے حج کے لئے ہوگی اور اس کی پہلی سعی عمرہ کے لئے تھی

علماء کے اصح قول کے مطابق حضرت عائشہ رضؓ کی اس حدیث کی روشنی میں متمتع کے لئے ایک سعی کافی نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسا تھ حج کے لئے نکلے، اس حدیث میں وہ آگے چل کر کہتی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی کا جانور ہو وہ عمرہ کے ساتھ حج کا بھی احرام باندھے اور عمرہ و حج دونوں کر کے حلال ہو، آگے فرماتی ہیں کہ جن لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا وہ بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف وسعی کر کے حلال ہو گئے، پھر جب وہ حج کر کے منیٰ سے واپس آئے تو دوسرا طواف کیا۔ (بخاری ومسلم)۔

حضرت عائشہ رضؓ کا یہ کہنا کہ جن لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا حج کے بعد منیٰ سے واپس آکر انھوں نے دوبارہ طواف کیا تو

اس طواف سے مُراد اس حدیث کی تفسیر کا سب سے صحیح قول یہی ہے کہ وہ صفا و مروہ کا طواف ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی کی مُراد اس سے طوافِ افاضہ ہے وہ صحیح نہیں ہے اس لئے کہ طواف افاضہ تو سب کے لئے رکن ہے جس کو سبھی نے کیا ہے۔ اس طواف سے مُراد وہ ہے جو متمتع حاجی کے ساتھ خاص ہے یعنی صفا و مروہ کا طواف ہے جو حج کی تکمیل کے بعد منیٰ سے واپسی کے بعد کیا جاتا ہے۔ اور اللہ کا شکر ہے کہ مسئلہ بالکل واضح ہے اور یہی اکثر اہل علم کا قول بھی ہے۔ اس کی صحت پر عبداللہ ابن عباس رضی کی وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے جس کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں تعلیقاً روایت کیا ہے۔ کہ:

"عبداللہ ابن عباس رضی سے حج تمتع کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا" مہاجرین و انصار اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نے حجۃ الوداع میں احرام باندھا اور ہم نے بھی احرام

باندھا۔ جب ہم مکہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے حج کے احرام کو عمرہ بنالو، سوائے ان لوگوں کے کہ جن کے پاس قربانی کا جانور موجود ہو۔ چنانچہ ہم نے بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کیا اور ہم اپنی عورتوں کے پاس بھی آئے اور کپڑے بھی پہن لئے۔ آپ نے ان کے بارے میں جن کے پاس جانور تھے فرمایا کہ وہ ایسا نہ کریں کیونکہ وہ اس وقت تک حلال نہ ہوں گے جب تک قربانی کا جانور اپنی جگہ یعنی منیٰ میں نہ پہونچ جائے۔ آٹھویں ذی الحجہ کی شام کو ہمیں آپ نے حکم فرمایا کہ ہم حج کا احرام باندھیں، جب ہم تمام مناسک حج سے فارغ ہوگئے تو مکہ آئے اور بیت اللہ و صفا و مروہ کا طواف کیا۔ الخ یہ اس تفصیل سے ہمارا مقصود پورا ہوگیا اور متمتع حاجی کے لئے دو مرتبہ سعی کی اس سے پوری وضاحت ہوگئی۔

رہی وہ حدیث جس کو مسلم نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا، ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے صفا و مروہ کا صرف ایک یعنی پہلا ہی طواف کیا تھا تو یہ ان صحابہ کرام کے بارے میں ہے جو اپنے ساتھ قربانی کا جانور لائے تھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ اپنے احرام میں باقی رہ گئے تھے۔ یہاں تک کہ وہ حج وعمرہ سے فارغ ہو کر حلال ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حج وعمرہ ہی کا احرام باندھا تھا اور جو لوگ قربانی کا جانور لائے تھے ان کو حکم فرمایا کہ وہ عمرہ کے ساتھ حج کا بھی احرام باندھیں اور جب تک دونوں سے فارغ نہ ہو جائیں حلال نہ ہوں۔ اور حج وعمرہ کو اکٹھا کرنے والے پر ایک ہی سعی ہوتی ہے جیسا کہ جابرؓ کی یہ حدیثِ مذکورہ، اور دوسری صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

اسی طرح جس نے صرف حج کا احرام باندھا اور قربانی کے دن تک اپنے احرام میں باقی رہا اس پر بھی ایک ہی سعی ہے

لہذا جب قارن اور مُفرِد طواف قدوم کے بعد سعی کرے تو طواف افاضہ کے بعد کی سعی کے لئے یہ کافی ہو جائے گی۔ اس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، عبداللہ، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے درمیان جمع و تطبیق ہو جاتی ہے اور اس سے تعارض بھی دور ہو جاتا ہے اور تمام احادیث پر عمل بھی ہو جاتا ہے۔

اس جمع و تطبیق کی ایک تائید اس طرح بھی ہوتی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی احادیثِ صحیحہ نے متمتع کے حق میں دوسری سعی کو ثابت کر دیا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ظاہرِ متن اس کی نفی کرتا ہے اور علم الاصول، اصطلاح حدیث کے مطابق مثبت، منفی پر مقدم ہوتا ہے واللہ سبحانہ وتعالیٰ الموفق للصواب ولاحول ولا قوۃ الا باللہ

فصل

یوم النحر کو پہلے رمی پھر نحر پھر حلق پھر طواف کرنا چاہیے

حاجی کے لئے افضل یہ ہے کہ یوم النحر کو یہ چاروں کام مذکورہ ترتیب کے ساتھ کرے۔ یعنی پہلے جمرۃ العقبہ کی رمی، پھر نحر، پھر حلق یا تقصیر، پھر بیت اللہ کا طواف، اس کے بعد متمتع کے لئے سعی، اور مفرد وقارن بھی اگر طواف قدوم کے ساتھ سعی نہ کئے ہوں تو ان کے لئے بھی سعی ضروری ہے۔ اگر ان چاروں میں سے کسی کو کسی پر مقدم کر دیا جائے تو کچھ حرج نہیں۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی رخصت کا ثبوت موجود ہے۔

جن کاموں سے حاجی پورے طور پر حلال ہوجاتا ہے وہ تین ہیں
جمرۃ العقبہ کو کنکری مارنا، بال منڈوانا یا کترانا، اور طواف
افاضہ، اور اس کے بعد ان کے لئے سعی جن کا ذکر کیا گیا۔
جب یہ تینوں کام کر لے تو اُس کے لئے ہر چیز حلال ہو گئی مثلاً
عورت، خوشبو وغیرہ جو احرام کی وجہ سے حرام تھی۔ اور جس
نے اس میں سے دُو کام کئے تو اس کے لئے عورت کے سوا
بقیہ چیزیں حلال ہوجائیں گی۔ اور اسے تحلّلِ اوّل کہا جاتا ہے۔

حاجی کے لئے زمزم کا پانی پینا اور خوب آسودہ ہونا
مستحب ہے۔ اور زمزم کا پانی پینے کے وقت جتنی بھی مفید
دعائیں یاد ہوں کرنی چاہئیں۔ اور زمزم کا پانی جس نیت سے
پیا جاتا ہے پوری ہوتی ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
مروی ہے اور حضرت ابوذر رضؓ سے صحیح مسلم میں مروی ہے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زمزم کے پانی کے بارے میں فرمایا:

کہ "وہ غذا ہے"۔

اور ابوداؤد میں ہے کہ "زمزم بیماری کے لئے شفاء ہے"۔

منیٰ کیلئے واپسی اور وہاں تین دن کا قیام

طواف افاضہ اور جن پر سعی واجب ہے ان کی سعی کے بعد حجاج کو منیٰ جانا چاہیئے جہاں انھیں تین دن اور تین راتیں قیام کرنا چاہیئے اور ہر دن آفتاب ڈھلنے کے بعد تینوں جمرات کو کنکری مارنا چاہیئے۔

کنکری مارنے کے آداب کا بیان

کنکری مارنے میں اس ترتیب کا لحاظ کرنا ضروری ہے: پہلے

اس جمرہ سے رمی شروع کرنی چاہیئے جو مسجد خیف کے قریب ہے۔ اس کو متواتر سات کنکریاں مارنی چاہیئے، ہر کنکری کے ساتھ ہاتھ اٹھانا چاہیئے۔ مسنون ہے کہ جمرہ سے کچھ پیچھے رہے اور اس کو اپنی بائیں جانب کرے اس طرح کہ قبلہ سامنے ہو اور اپنے دونوں ہاتھ کو اٹھالے اور خوب دُعا و آہ وزاری کرے، پھر پہلے کی طرح دوسرے کو کنکری مارے مسنون ہے کہ رمی کے بعد تھوڑا سا ہٹ جائے اور جمرہ کو دائیں جانب اور قبلہ کو سامنے کرے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر خوب دُعا مانگے۔ پھر تیسرے جمرے کو کنکری مارے لیکن وہاں ٹھہرے نہیں۔ اسی طرح دوسرے دن زوال کے بعد ان تینوں جمرات کو کنکری مارے اور جس طرح پہلے اور دوسرے جمرے کے پاس پہلے دن کیا تھا ویسے ہی دوسرے دن کرے تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء پوری ہو۔ اور ایام تشریق

کے پہلے دو دنوں میں رمی کرنا حج کے واجبات میں سے ہے ۔ اسی طرح پہلی اور دوسری رات منیٰ میں گذارنا واجب ہے سوائے پانی پلانے والوں اور چرواہوں کے ، جن کے لئے ضروری نہیں ۔

منیٰ میں دو دن کی تعجیل جائز ہے لیکن تیسرے دن کی تاخیر افضل ہے

پہلے دو دنوں کی رمی کے بعد جو منیٰ سے جلد چلا جانا چاہے اس کے لئے جائز ہے لیکن اس کو آفتاب ڈوبنے سے پہلے ہی نکل جانا چاہیئے ۔ لیکن جو تاخیر کرے وہ تیسری رات بھی گذارے اور تیسرے دن بھی جمرات کو کنکری مارے تو وہ سب سے افضل اور اور ثواب میں سب سے زیادہ ہے ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ ‏ ان چند دنوں میں اللہ کو یاد کرو ، جو شخص منیٰ میں

فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقٰى (البقرہ ۲۰۳)

دو دن قیام کر کے واپسی کی جلدی کرتا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں، نہ اس شخص پر کوئی گناہ ہے جو تاخیر کر کے جائے۔ یہ اللہ سے ڈرنے والے کیلئے ہے

تاخیر کرنا اس لئے بھی افضل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو تعجیل کرنے کا حکم تو دیا لیکن خود تعجیل نہیں کی بلکہ منیٰ میں ٹھہر کر ۱۳ تاریخ تک زوال کے بعد جمرات کو کنکری ماری پھر ظہر پڑھنے سے پہلے آپ وہاں سے کوچ کر گئے۔

بچوں، بیماروں، بوڑھوں اور حاملہ عورتوں کی طرف سے رمی کرنا جائز ہے۔

چھوٹے بچے جو کنکری نہیں مار سکتے ان کے ولی کے لئے جائز ہے

کہ اپنی طرف سے کنکری مارنے کے بعد ان کی طرف سے بھی کنکری مار سکتا ہے۔ اسی طرح چھوٹی بچی جو کنکری نہیں مار سکتی اس کی طرف سے اس کا ولی کنکری مار سکتا ہے جیسا کہ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ "ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا۔ ہمارے ساتھ عورتیں، بچے بھی تھے، ہم نے بچوں کی طرف سے لبیک بھی پکارا اور رمی بھی کی۔ (ابن ماجہ)۔

جو شخص اپنی بیماری یا بڑھاپے، یا عورت اپنے حمل کی وجہ سے کنکری نہ مار سکتی ہو وہ اپنی طرف سے کسی کو وکیل مقرر کر سکتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرو

اور یہ لوگ جمرات کے پاس لوگوں کی بھیڑ برداشت نہیں کر سکتے اور رمی کا وقت فوت ہو جائے گا جس کی قضاء مشروع نہیں، اس لئے ان کے لئے جائز ہے کہ ان کا کسی کو وکیل

مقرر کر دیں۔ دوسرے مناسک کے برخلاف جن کی ادائیگی کے لئے نیابت جائز نہیں، خواہ اس کا نفلی ہی حج کیوں نہ ہو اس لئے کہ جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھ لیا خواہ وہ نفلی سہی لیکن ان کا پورا کرنا ضروری ہے:

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ۔ اور حج و عمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو۔

اور طواف وسعی کا زمانہ فوت نہیں ہوتا لیکن رمی کا وقت جو محدود ہے فوت ہو جاتا ہے۔ اسی طرح عرفہ کا وقوف اور مزدلفہ اور منیٰ میں رات گذارنا بھی بلا شبہ اس کا وقت فوت ہو جاتا ہے لیکن کسی معذور کے لئے تکلیف اٹھا کر ان جگہوں میں پہونچ جانا ممکن ہے لیکن رمی کے لئے ایسا کرنا ممکن نہیں۔ نیز معذور کے لئے رمی میں نائب بنانا سلف صالح سے ثابت ہے۔ لیکن دوسرے مناسک کے لئے ثابت نہیں ہے۔ اور عبادات

کا دار و مدار توقیف (اللہ کی طرف سے خبر دینا) پر ہے۔ لہذا کسی کے لئے جائز نہیں کہ دلیل کے بغیر کسی چیز کو مشروع کرے نائب کے لئے جائز ہے کہ پہلے اپنی طرف سے رمی کرے پھر اپنے مؤکل کی طرف سے ایک ہی جگہ کھڑے کھڑے۔ یہ ضروری نہیں کہ پہلے تینوں جمرات کو اپنی طرف سے رمی کرے پھر اپنے مؤکل کی طرف سے دوبارہ سب کو رمی کرے۔ کیونکہ اس کے مطابق کوئی دلیل موجود نہیں اور علماء کا سب سے صحیح قول یہی ہے اور اس کے خلاف کرنے میں تکلیف و مشقت بھی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ — اور اللہ نے تم پر دین میں کچھ تنگی نہیں رکھی۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: آسانی کرو سختی مت کرو۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی سے

ایسا مروی نہیں کہ انھوں نے اپنے بچوں اور کمزوروں کی طرف سے دوبار کیا۔ اگر ایسا کیے ہوتے تو ضرور منقول ہوا ہوتا کیونکہ نقل و روایات کے لیے ہمتیں پوری موجود تھیں واللہ اعلم بالصواب

متمتع اور قارن پر دم واجب ہے

حاجی جب متمتع یا قارن ہو اور وہ مسجد الحرام کا رہنے والا نہ ہو تو اس پر ایک دم واجب ہے۔ دم خواہ ایک بکری ہو، یا اونٹ یا گائے کا ساتواں حصہ ہو۔

قربانی کا جانور حلال کمائی کا ہونا چاہیے

اور ضروری ہے کہ یہ جانور حلال مال اور پاکیزہ کمائی میں سے ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے، پاکیزہ ہی کو قبول کرتا ہے اور مسلمان کے لئے مناسب ہے کہ قربانی کیلئے یا غیر قربانی کیلئے

ہر طرح کے سوال سے بچے، چاہے بادشاہ یا اوروں سے ہی کیوں نہ ہو اور جب اللہ اس کے مال میں اتنی آسانی پیدا کر دے کہ وہ اپنے پاس سے قربانی دے سکے اور دوسروں کی کمائی سے خود کو بے نیاز کر دے جیسا کہ اکثر احادیث میں سوال کی مذمت اور اس کا عیب بیان کیا گیا ہے اور جو لوگ سوال نہیں کرتے انکی تعریف کی گئی ہے۔

جس کے پاس جانور نہ ہوں وہ تین دن ایامِ حج میں اور سات دن گھر جا کر روزہ رکھے۔

اگر متمتع اور قارن جانور ذبح کرنے سے عاجز ہوں تو ان کے لئے ضروری ہے کہ ایام حج میں تین دن روزہ رکھے اور جب گھر لوٹ کر جائے تو سات دن اور رکھے، ان کو اختیار ہے کہ یہ تینوں روزے یوم النحر سے پہلے ہی رکھ لے یا ایام تشریق کے تینوں دنوں میں رکھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ	جس نے حج کا زمانہ آنے تک
اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ	عمرہ کا فائدہ اٹھایا وہ حسب
مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ	مقدور جانور ذبح کرے۔ اگر
لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ	جانور میسر نہ ہوں تو تین روزے
ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ	حج کے زمانے میں اور سات
وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ	گھر پہونچ کر۔ اس طرح پورے
تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ	دس روزے رکھ لے۔ اور یہ
ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ	رعایت ان لوگوں کے لیے
اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ	ہے جن کے گھر والے مکہ میں
الْحَرَامِ (البقرہ-۱۹۶)	نہ ہوں۔

اور صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ اور عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی صرف اسی کو رخصت دیگئی ہے جو قربانی کا جانور نہ پا سکے۔ یہ حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم

تک مرفوع ہے۔ اور افضل یہ ہے کہ یہ تینوں روزے یوم عرفہ
سے پہلے ہی رکھ لئے جائیں تاکہ یوم عرفہ کو حاجی روزہ دار نہ ہو
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کا وقوف افطار کی حالت
میں کیا تھا۔ اور آپ نے یوم عرفہ کو عرفہ میں روزہ رکھنے سے
منع فرمایا ہے اور اس لئے بھی کہ آج افطار کرنے سے ذکر و
دعا میں نشاط حاصل ہوگا۔ اور ان تینوں دن کا روزہ ایک ساتھ
اور الگ الگ دونوں طرح رکھنا جائز ہے۔ اسی طرح ساتوں دن
کے روزے بھی مسلسل رکھنے ضروری نہیں، اکٹھے اور متفرق دونوں
طرح رکھے جا سکتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی اس میں تسلسل کو
مشروط نہیں کیا ہے اور نہ اللہ کے رسولؐ نے۔ اور ان سات
روزوں کو گھر جا کر رکھنا زیادہ افضل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا

ارشاد ہے:

وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ — اور سات روزے اس وقت رکھو

جب تم گھر لوٹ کر جاؤ ـــ تنگ

اور قربانی کی طاقت نہ رکھنے والے کیلئے اُمراء سے جانور مانگ کر ذبح کرنے کے بجائے روزہ رکھنا افضل ہے۔ اور جس شخص کو بغیر مانگے اور نفس کے لالچ کے بغیر قربانی کا جانور یا کچھ اور دیدیا جائے تو کچھ حرج نہیں۔ خواہ وہ حاجی حجِ بدل کے لئے آیا ہو۔ بشرطیکہ نائب بنانے والے لوگ اپنے دیئے ہوئے مال میں سے جانور خریدنے کی شرط نہ لگائے ہوں۔ اور رہے وہ لوگ جو حکومت یا دوسروں سے کچھ لوگوں کا نام لے کر جھوٹ موٹ جانور مانگتے ہوں تو بلاشبہ ایسا کرنا حرام اور جھوٹ بول کر کھانے کے برابر ہے۔ عافانا اللہ والمسلمین من ذالک۔

حجاج پر امر بالمعروف واجب ہے
نماز با جماعت کی پابندی

مکہ کے حجاج پر جو سب سے بڑی چیز واجب ہے، وہ

امر بالمعروف نہی عن المنکر کا فریضہ ہے اور جماعت کیا تھ پانچوں وقت نماز کی پابندی کا بھی، جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اور اپنے رسول کی زبان سے دیا ہے۔ اکثر باشندگانِ مکہ اپنے گھروں میں جو نمازیں پڑھتے ہیں اور مسجدوں کو معطل کر رکھا ہے تو یہ اُن کی بہت بڑی غلطی ہے یہ شریعت کے مخالف ہے جس سے باز آنا ضروری ہے۔

اور مسجدوں میں نماز کی پابندی کرنے کا حکم اس بنا پر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مکتوم سے اس وقت فرمایا جب وہ اپنے اندھے پن اور مسجد سے گھر دور ہونے کا عذر لے کر آئے تھے کہ آپ ان کو گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت دیدیں تو آپ نے ان سے فرمایا: کیا آپ نماز کی اذان سنتے ہیں؟۔ انھوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا: تب ضروری ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ" آپ نے کہا " میں تمہارے لئے رخصت کی کوئی

گنجائش نہیں پاتا۔" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے ارادہ کیا ہے کہ نماز کا حکم دوں جب وہ کھڑی ہو جائے تو کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی امامت کرے اور پھر میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے کہ ان کے گھروں کو آگ لگا کر جلا دوں۔"

اور عبداللہ ابن عباسؓ سے سنن ابن ماجہ میں اسنادِ حسن کے ساتھ مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: "جس نے اذان سُن لی پھر بھی بلاعذر مسجد میں نہیں آیا تو اس کی نماز نہیں۔ اور صحیح مسلم میں عبداللہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ کل اللہ سے مسلم ہو کر ملے تو اُس کو چاہیئے کہ ان پانچوں نمازوں کی پوری حفاظت کرے جب بھی ان کے لئے اذان دی جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے لئے ہدایت کے طریقے مشروع فرماتے ہیں اور نمازیں انہیں

سُنَنَ الہدیٰ میں سے ہیں۔ اگر تم نے اپنے گھروں میں نماز پڑھ لی جس طرح یہ پیچھے رہنے والے اپنے گھر میں پڑھتے ہیں تو تم اپنے نبی کی سنت چھوڑ دو گے اور اگر تم نے اپنے نبی کی سنت چھوڑ دی تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ اور جو شخص بھی اچھا وضوء کرتا ہے پھر ان مسجدوں میں سے کسی مسجد میں جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے ایک نیکی لکھتا ہے اور ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس کے ذریعہ ایک گناہ معاف فرماتا ہے۔ اور ہم نے دیکھا کہ نماز سے پیچھے رہنے والے صرف کھلے ہوئے منافقین ہی ہوتے ہیں ورنہ آدمی اس حالت میں بھی لائے جاتے تھے کہ انھیں دو آدمیوں کے سہارے صف میں لاکر کھڑا کر دیا جاتا تھا۔

حاجی کے لئے معاصی سے اجتناب ضروری ہے

حجاج اور دوسروں پر اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنا اور

ان کے ارتکاب سے دور رہنا ضروری ہے۔ جیسے زنا، اور لواطت، چوری، سودخوری، یتیم کا مال کھانا، معاملات میں دھوکہ دینا، امانت میں خیانت کرنا، اور نشہ آور چیزوں، اور سگریٹ کا پینا، کپڑوں کا ٹخنے سے نیچے لٹکانا، تکبر، حسد ریاکاری، غیبت، چغلی، مسلمانوں کا مذاق، موسیقی کے آلات کا استعمال جیسے عود، بربط، مزامیر وغیرہ کا سننا، اور ریڈیو وغیرہ آلات طرب کا استعمال، اور چوسر اور شطرنج اور جوا اور لاٹری کا کام کرنا، اور ذی روح آدمیوں کی تصویریں کھینچنا اور اس کام کو پسند کرنا، یہ سب وہ بری باتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ و ہر جگہ میں اپنے بندوں پر حرام قرار دیا ہے۔ لہذا ان سے حجاج اور باشندگان حرم کا بچنا دوسروں سے زیادہ ضروری ہے اس لئے کہ اس بلد امین میں ان معاصی کا گناہ زیادہ سخت اور ان کی سزا زیادہ بڑی ہے۔ اور

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ

اور جو شخص حرم میں الحاد کے ساتھ ظلم کا خواہاں ہوگا ہم اسے عذاب الیم کی سزا چکھائیں گے۔

توجب اللہ تعالیٰ نے حرم میں الحاد کا ارادہ کرنے والوں کو ظلم کی دھمکی دی ہے تو ان لوگوں کی سزا کا کیا انجام ہوگا جو کر گذریں، بلاشبہ یہ انتہائی عظیم اور شدید بات ہوگی۔ لہٰذا ان تمام معاصی سے بچنا ضروری ہے۔ حاجی کو حج کا ثواب اور گناہوں کی بخشش ان گناہوں اور دوسری حرام باتوں سے بچے بغیر نہیں مل سکتا۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

جو شخص حج کرے اور اس میں بے حیائی اور فسق نہ کرے

تو اس دن کی طرح ہو کر لوٹے گا جس دن اس کی ماں نے اسے پیدا کیا۔"

اور ان تمام منکرات میں سب سے زیادہ سخت اور عظیم یہ ہے کہ آدمی مُردوں کو پکارے اور ان سے فریاد کرے اور اس اُمید پر کہ وہ اللہ کے نزدیک اس کی سفارش کر دیں گے یا اُس کے بیمار کو اچھا کر دیں گے یا اس کے گم شدہ شخص کو واپس کرا دیں گے اس نیت سے یہ اُن کے لئے نذر مانے، ان کے لئے جانور ذبح کرے تو یہ وہی شرک اکبر ہے جس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اور یہ شرک مشرکین جاہلیت کی دین ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسی کے انکار و منع کے لئے رسولوں کو مبعوث فرمایا اور کتابوں کو نازل کیا۔ لہٰذا ہر حاجی اور غیر حاجی کا فرض ہے کہ وہ اس سے بچے، اور اگر پہلے شرک کر چکا ہے تو اس سے توبہ کر کے از سرِ نو حج کیلئے تیار ہو۔

کیونکہ شرک تمام اعمال کو ضائع کر دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

• وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۔ اگر انھوں نے شرک کیا تو ان کے تمام اعمال ضائع ہو جائیں گے۔

اور شرک اصغر کی ایک قسم غیر اللہ کی قسم کھانی بھی ہے جیسے نبی، کعبہ اور ایمان کی قسم کھانا وغیرہ۔ اسی طرح ریاکاری شہرت۔ اور یہ کہنا کہ "جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں" اور یہ کہنا کہ "اگر اللہ اور آپ نہ ہوتے" یہ اور اس طرح کے تمام شرکیہ منکرات سے بچنا ضروری ہے اور اس کے چھوڑنے کی وصیت کرنا بھی ضروری ہے جیسا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

• جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔

(احمد، ابوداؤد، ترمذی)

اور حضرت عمرؓ سے حدیث صحیح میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس کو قسم کھانی ہے وہ اللہ کی قسم کھائے یا چپ رہے۔"

نیز فرمایا:

"جس نے امانت کی قسم کھائی وہ ہم میں سے نہیں۔" (ابوداؤد)

نیز آپ نے فرمایا:

"میں تمہارے بارے میں سب سے زیادہ جس چیز سے ڈرتا ہوں وہ شرک اصغر ہے۔" آپ سے پوچھا گیا کہ شرک اصغر کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا "ریا"۔ نیز آپ نے فرمایا:

"ایسا مت کہو کہ جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے، بلکہ ایسا کہو کہ جو اللہ چاہے پھر فلاں چاہے۔" اور نسائی نے عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ "اللہ چاہے اور آپ چاہیں"، آپ نے فرمایا کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنا لیا؟ بلکہ

صرف جو اللہ چاہے :

یہ تمام احادیث بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کی حمایت فرمائی اور اپنی اُمت کو شرک اکبر اور شرک اصغر سے روکا۔ اور آپ اُمت کے ایمان اور اللہ کے عذاب اور غضب الٰہی کے اسباب سے سلامتی کے بے حد حریص تھے ، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بہتر بن جزاء عطا فرمائے ، آپ نے پیغام الٰہی پہونچایا ، اُمت کو ڈرایا ، اور اللہ کے لئے اس کے بندوں کی خیر خواہی کی ، اللہ آپ پر قیامت تک درود و سلام بھیجتا رہے :

تمام اہل علم حجاج اور بلد اللہ الامین اور مدینۃ الرسول کے مقیمین کا یہ فرض ہے کہ وہ اللہ کی شریعت لوگوں کو سکھائیں اور شرک و معاصی وغیرہ جو کچھ اللہ نے ان پر حرام کیا ہے ان سے روکیں اور اسے اپنے دلائل کے پوری شرح و بسط کے ساتھ

نہایت واضح اور شافی بیان کے ساتھ بیان کریں تاکہ لوگوں کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لائیں ، اور اس طرح ان پر اللہ نے جو تبلیغ و بیان کا فریضہ واجب کیا ہے اس کو ادا کریں ۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ الخ	اور جب اللہ نے ان سے عہد لیا جن کو کتاب دی گئی تھی کہ تم اس کو لوگوں سے بیان کروگے اور تم اس کو لوگوں سے چھپاؤ گے نہیں۔

اس آیت کا مقصود اس اُمت کے علماء کو ڈرانا ہے کہ وہ حق کے چھپانے کے سلسلے میں ظالم اہل کتاب کے مسلک پر نہ چلیں تاکہ اس کے ذریعہ آخرت کے بجائے دنیا کمائیں ، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ
مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ
وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ
مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي
الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ
يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَ
يَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ.
إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَ
أَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا
فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ
وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ
(البقرہ۔ ۱۵۹-۱۶۰)

بیشک جو لوگ چھپاتے ہیں
وہ دلیلیں اور ہدایت جسے
ہم نے نازل کیا ہے اس کے
بعد کہ ہم نے اس کو لوگوں سے
کتاب میں بیان کر دیا ہے یہی
وہ لوگ ہیں جن پر اللہ لعنت
کرتا ہے اور دوسرے لعنت
کرنے والے بھی ان پر لعنت
کرتے ہیں سوائے ان کے جنھوں
نے توبہ کی اور اصلاح کی اور
بیان کیا تو انھیں کی توبہ میں
قبول کروں گا۔ اور میں بہت
توبہ قبول کرنیوالا اور رحم کرنیوالا ہوں

اور بہت سی آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ اس بات کو بیان کرتی ہیں کہ اللہ کی طرف دعوت دینا اور بندوں کو اللہ کی طرف راہ دکھانا بہترین نیکی اور اہم ترین فرائض میں سے ہے اور قیامت تک کے لئے یہی انبیاء اور ان کے متبعین کا راستہ بھی ہے جیسا کہ اللہ سبحانہٗ نے فرمایا :

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۔ (حم السجدۃ ۳۳)	اور اس سے بڑھ کر کس کی بات ہوگی جو اللہ کی طرف بلائے اور صالح عمل کرے اور کہے کہ بیشک میں مسلمانوں میں سے ہوں ۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى	کہہ دو یہی ہے میری راہ کہ میں بلاتا ہوں اللہ کی طرف

بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ (یوسف ۱۰۸)	اور میرے متبعین بھی بصیرت کے ساتھ۔ اور اللہ پاک ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص خیر کی طرف رہنمائی کرے اس کے لئے اس کے کرنے والے کے برابر اجر ہے" (أخرجہ مسلم فی صحیحہ)

اور آپ نے حضرت علیؓ سے کہا:

" اگر اللہ آپ کے ذریعہ ایک آدمی کو ہدایت دے دے تو آپ کے لئے سُرخ اونٹنیوں سے بہتر ہے" (متفق علیہ)

اور آیات و احادیث اس مضمون کی بہت سی ہیں۔

اہل علم و ایمان کو چاہیئے کہ دعوت الی اللہ میں اپنی کوششوں کو اور بھی بڑھا دیں اور اللہ کے بندوں کو نجات کی راہ دکھانے

اور ہلاکت کے اسباب سے بچانے میں پوری پوری جدوجہد کریں۔ خاص طور پر اس زمانے میں جبکہ لوگوں کی خواہشات غالب ہو چکی ہیں اور تباہ کن اسباب اور گمراہ کن آثار پھیل چکے ہیں اور دراعیانِ حق کم سے کم تر ہو چکے ہیں اور الحاد واباحیت کے داعیوں کی تعداد بہت بڑھ چکی ہے فَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

فصل

حجاج جب تک مکہ میں مقیم رہیں اُن کو چاہیئے کہ برابر اللہ کا ذکر، اس کی اطاعت اور عمل صالح کرتے رہیں۔ اور نماز اور بیت اللہ کا طواف کثرت سے کریں کیونکہ حرم کی نیکی کا ثواب چند درچند ہے۔ اسی طرح حرم کی بُرائیاں بھی بہت سخت ہوتی ہیں۔ اسی طرح حجاج کو چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پر کثرت سے درود و سلام بھیجتے رہیں۔

حائضہ اور نفاس والی عورت کے علاوہ طوافِ وداع سب پر واجب ہے

اور جب حاجی مکہ سے نکلنا چاہیں تو ان پر بیت اللہ کا طوافِ وداع ضروری ہے تاکہ ان کا آخری وقت بیت اللہ سے ہو کر گذرے، سوائے حائضہ اور نفاس والی عورت کے، کہ ان دونوں پر وداع نہیں ہے۔ جیسا کہ عبداللہ ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ: "آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ ان کا آخری وقت بیت اللہ کے ساتھ ہو لیکن آپ نے حائضہ عورت کے لئے اس کی تخفیف فرمائی"۔ جب بیت اللہ کو وداع کر کے فارغ ہو اور مسجد حرام سے نکلنا چاہے تو سیدھے منہ نکل جائے اُلٹے پاؤں ہرگز نہ چلے کیونکہ ایسا کرنا نہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سے منقول ہے نہ آپ کے اصحاب سے، بلکہ یہ صریحی بدعت ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

"جس شخص نے کوئی ایسا کام کیا جس پر ہماری شریعت نہیں تو وہ مردود ہے "

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : کہ

" بدعات کے کاموں سے بچو، اس لئے کہ ہر نئی ایجاد ہوئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے "

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین پر قائم رکھے اور اپنی مخالفت سے ہمیں محفوظ رکھے بیشک وہ بڑا سخی اور بزرگ ہے ۔

فصل

مسجد نبوی کی زیارت کا بیان

حج سے پہلے یا اس کے بعد مسجد نبوی کی زیارت مسنون ہے جیسا کہ صحیحین میں ابو ہریرہ رضؓ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا : "میری اس

مسجد میں ایک وقت کی نماز مسجد الحرام کے علاوہ دوسری مسجدوں کی ایک ہزار نماز سے بہتر ہے " اور عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " میری اس مسجد میں ایک وقت کی نماز دوسری مسجد کی ایک ہزار نماز سے افضل ہے مسجد الحرام کے سوا " (مسلم)۔ اور عبداللہ ابن زبیرؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: " میری اس مسجد میں ایک وقت کی نماز دوسری مسجدوں میں ایک ہزار نماز سے افضل ہے مسجد الحرام کے علاوہ، اور مسجد الحرام میں ایک وقت کی نماز میری مسجد کی ایک سَو نماز سے بہتر ہے " (أخرجہ ابن خزیمہ وابن حبان)

اور حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مسجدوں کی ایک ہزار نماز سے افضل ہے مسجد الحرام کے سوا، اور مسجد الحرام کی ایک نماز دوسری مسجدوں کی ایک لاکھ نماز سے افضل ہے " (أحمد وابن ماجہ)۔

اور اس مضمون کی حدیثیں بکثرت ہیں۔ جب زیارت کرنے والا مسجد نبوی میں پہونچے تو اس کو چاہیئے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت اپنا داہنا پیر داخل کرے اور یہ دُعا پڑھے :

بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ	اللہ کے نام سے اور درود و
وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ	سلام ہو اللہ کے رسول پر ،
اللّٰہِ ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ	اللہ عظمت والے کی پناہ چاہتا
وَبِوَجْھِہِ الْکَرِیْمِ	ہوں اور اس کی بزرگ ذات
وَسُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ	اور قدیم سلطنت کی پناہ
مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ	چاہتا ہوں شیطان مردود سے
اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ	اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت
رَحْمَتِكَ ۔	کے دروازے کھول دے ۔

یہ ایسے ہی کہے جس طرح دوسری مسجدوں میں داخل ہونے کے وقت کہنا ہے۔ مسجد نبوی میں داخلہ کی کوئی مخصوص دُعا،

نہیں ہے۔ مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھے جس میں اللہ سے دنیا و آخرت کی محبوب چیزیں مانگے۔ اگر یہ دونوں رکعتیں روضۂ شریفہ (ریاض الجنۃ) میں پڑھے تو اور افضل ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"میرے گھر اور منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے"۔

نماز کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صاحبین ابوبکرؓ و عمرؓ کی قبروں کی زیارت کرے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے سامنے ادب کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور دبی آواز کے ساتھ آپ پر اس طرح سلام کرے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ جیسا کہ سنن ابی داؤد میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح

مجھ پر لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیدیتا ہوں"۔

اور اگر زیارت کرنے والا اپنے سلام میں یوں کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللّٰہِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خِیْرَۃَ اللّٰہِ مِنْ خَلْقِہٖ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ ، اَشْھَدُ اَنَّکَ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّۃَ وَجَاھَدْتَ فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ تب بھی کچھ حرج نہیں، کیونکہ یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں سے ہیں۔ اور آپ پر درود بھیجے اور آپ کے لئے دُعا کرے جیسا کہ شریعت میں درود وسلام کو جمع کرنے کی مشروعیت ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو آپ پر

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا درود بھیجو اور سلام۔

پھر ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر سلام بھیجے اور ان دونوں کے لئے دعا کرے۔

اور عبد اللہ ابن عمرؓ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں پر سلام بھیجتے تھے تو اس سے زیادہ نہیں کہتے تھے " اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا بَكْرٍ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَتَاهُ " یہ کہہ کر لوٹ جاتے تھے۔

یہ زیارت صرف مردوں کے لئے مشروع ہے، عورتوں کے لئے قبروں کی زیارت جائز نہیں۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور قبروں پر مسجد بنانے والے اور چراغ جلانے والے پر لعنت فرمائی ہے اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے اور اس میں

دُعا، اور دوسری مسجدوں کی طرح مشروع کام کی نیت سے مدینہ کا قصد کرنا سب کے لئے مشروع ہے جیسا کہ اس سے پہلے اس مضمون کی حدیثیں گذری ہیں۔

زائر کو چاہیئے کہ مسجد نبوی میں پانچوں وقت کی نمازیں پڑھے اور اس میں کثرت سے ذکر، دُعا، اور نفلی نمازوں کا اہتمام کرے۔ اور زیادہ ثواب کمانے کی اس فرصت کو غنیمت سمجھے اسی طرح باغ جنت میں کثرت سے نفلی نماز پڑھنا مستحب ہے جیسا کہ اس کی فضیلت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول گذر چکا ہے:

" میرے گھر اور منبر کے درمیان جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے"

لیکن فرض نمازوں کے لئے چاہیئے کہ زائر آگے بڑھے، اور جہاں تک ہو سکے پہلی صف میں پابندی سے بیٹھے اگرچہ

اگلی صف میں اضافہ و توسیع ہوئے جیساکہ احادیثِ صحیحہ میں پہلی صف کی ترغیب پائی جاتی ہے۔ مثلاً آپ کا یہ فرمانا کہ اگر لوگ جان جائیں کہ اذان اور پہلی صف میں کتنا ثواب ہے پھر قرعہ اندازی کئے بغیر جگہ نہ پا سکیں تو ضرور قرعہ اندازی کریں گے۔ (متفق علیہ)

اسی طرح آپ کا یہ فرمانا:

"آگے بڑھو اور میری اقتدار کرو، تمہاری اقتدار تمہارے بعد والے کریں گے، آدمی جب نماز سے پیچھے ہوتا رہتا ہے تو اللہ بھی اس کو پیچھے کر دیتا ہے۔ (اخرجہ مسلم)

اور ابوداؤد نے حضرت عائشہ رض سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"آدمی پہلی صف سے برابر پیچھے ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں پیچھے پھینکتا ہے"

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے : آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا :

" ایسی صف کیوں نہیں بناتے جیسی ملائکہ اپنے رب کے پاس بناتے ہیں ۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ملائکہ اپنے رب کے پاس کیسی صف بناتے ہیں ؟ آپ نے فرمایا اگلی صف پوری کرتے ہیں اور صفوں میں مل کر کھڑے ہوتے ہیں ۔ (رواہ مسلم)

اور اس مضمون کی حدیثیں بہت ہیں جو مسجد نبوی اور دوسری مسجدوں کے لئے عام ہیں زیارتِ مسجد نبوی سے پہلے اور اس کے بعد بھی ۔ اور حضرت عمرؓ سے ثابت ہے کہ آپ اپنے اصحاب کو صف کے داہنی طرف کھڑے ہونے کیلئے ترغیب دیتے تھے اور یہ معلوم ہے کہ پہلی مسجد نبوی میں داہنی صف روضہ کے باہر ہوتی ہے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ پہلی صف اور داہنی

طرف کی صفوں میں نماز کی پابندی کرنا روضہ میں نماز کی پابندی سے زیادہ افضل ہے اور جو شخص بھی اس بارے میں وارد احادیث پر غور کریگا اس کو یہ فرق واضح طور پر معلوم ہوجائے گا۔"

وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ

کسی کے لئے بھی جائز نہیں کہ آپ کے حجرے کی جالیوں کو چھوئے یا اس کو بوسہ دے یا اس کا طواف کرے، اس لئے کہ یہ سلف صالحین سے منقول نہیں۔ بلکہ وہ بدترین بدعت ہے۔ اور کسی کے لئے بھی جائز نہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی حاجت کو پوری کرنے، یا کسی مصیبت کو دور کرنے یا مریض کو شفاء وغیرہ دینے کا سوال کرے کیونکہ یہ سب باتیں صرف اللہ سے مانگی جاتی ہیں۔ ان کا مُردوں سے مانگنا اللہ کے ساتھ شرک ہے اور غیر اللہ کی عبادت ہے۔ اور

اسلام دو بنیادوں پر قائم ہے۔ اوّل یہ کہ اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کی جائے، دوسرے یہ کہ عبادت صرف رسولؐ کے طریقے پر کی جائے۔ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی شہادت کا مطلب یہی ہے۔

اسی طرح کسی کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت مانگے۔ اس لئے کہ یہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا حق ہے اسی سے مانگنا چاہیئے، جیسا کہ اس نے فرمایا:

قُلْ لِّلّٰہِ الشَّفَاعَۃُ جَمِیْعًا۔ کہہ دو ساری شفاعتیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

البتہ تم کہہ سکتے ہو کہ اے اللہ اپنے نبی کو میرا شفیع بنا۔ اے اللہ اپنے فرشتوں اور مومن بندوں کو میرا سفارشی بنا، اور اے اللہ میرے فوت شدہ

بچوں کو میسر ا سفارشی بنا، وغیرہ، لیکن مُردوں سے کچھ نہیں مانگنا چاہیئے نہ شفاعت نہ دوسری چیز، خواہ اَنبیاء ہوں یا غیر انبیاء۔ اس لئے کہ ایسا کرنا مشروع نہیں۔ اور میّت کا عمل منقطع ہو چکا ہے سوائے اس عمل کے جس کو شارع نے مستثنیٰ کیا ہے۔ اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین طریقوں کے، صدقہ جاریہ، یا ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے، یا صالح اولاد جو اس کے لئے دُعا کرے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ سے شفاعت کرنا جائز تھا اور قیامت کے دن بھی جائز ہوگا کیونکہ آپ کو اس پر قدرت حاصل ہوگی، آپ کے لئے یہ ممکن ہوگا کہ آپ آگے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے شفاعت کے طلبگار کی بابت سوال کریں

لیکن دنیا میں تو معلوم ہے کہ آپ کو اس کی طاقت نہیں۔ یہ صرف آپ ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ ایک عام بات ہے، آپ کے لئے بھی اور سب کے لئے بھی۔ مسلمان کے لئے یہ تو جائز ہے کہ اپنے بھائی سے کہے کہ میرے رب سے میرے بارے میں ایسی اور ایسی شفاعت کر دو، یعنی میرے لئے دعا کر دو۔ اور جس سے کہا گیا اس کے لئے بھی جائز ہے کہ وہ اللہ سے سوال کرے۔ اور اگر طلب کی ہوئی چیز مباح ہے تو اپنے بھائی کے لئے اس کی سفارش کر دے۔ لیکن قیامت کے دن کوئی شخص بھی کسی کے لئے اللہ کی اجازت کے بغیر شفاعت نہیں کر سکتا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔ — کون ہے جو اللہ کے پاس اس کی اجازت کے بغیر شفاعت کرے

رہی موت کی حالت، تو وہ ایک مخصوص حالت ہے جس کو

انسان کی موت سے قبل والی حالت سے ملایا نہیں جا سکتا اور نہ قیامت قائم ہونے کے بعد ہی ملایا جا سکتا ہے کیونکہ میت کا عمل منقطع ہو چکا، اور جو کچھ اس نے اب تک کیا وہ اس کا پابند ہے سوائے اس عمل کے جس کو شارع نے مستثنیٰ کیا ہے لیکن مُردوں سے شفاعت کا طلب کرنا جس کو شارع نے مستثنیٰ نہیں کیا ہے۔ لہٰذا اس کو مستثنیٰ عمل سے ملایا نہیں جا سکتا۔

اس میں شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں برزخی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں جو شہداء کی زندگی سے زیادہ کامل ہے۔ لیکن وہ ایسی زندگی نہیں جیسی موت کے قبل تھی اور نہ قیامت کے دن کی زندگی ہے بلکہ قبر کی زندگی ایسی ہے جس کی حقیقت و کیفیت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اسی لئے حدیث شریف میں آپ کا یہ ارشاد

پہلے گذر چکا ہے:

"جو شخص مجھ پر سلام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھ میں میری رُوح لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیدیتا ہوں"

اس سے معلوم ہوا کہ آپ مُردہ ہیں، اور آپ کی رُوح آپ کے جسم سے جُدا ہو چکی ہے بس صرف سلام کے وقت آپ پر لوٹائی جاتی ہے اور آپ کی موت کے دلائل قرآن وسنت سے بہت معروف ہیں۔ اور اہل علم کے نزدیک یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے۔ لیکن یہ موت آپ کی حیاتِ برزخی کے لئے مانع نہیں، جیسے شہداء کی موت اُن کی حیات برزخی کے لئے مانع نہیں۔ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ	جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے اُن کو مُردہ مت

أَمْوَاتًا، بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ (آل عمران ۱۶۹)

خیال کرو بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں ان کو رزق بھی ملتا ہے۔

ہم نے اس مسئلہ کو بہت مفصل اس لئے بیان کیا کہ اس کی بڑی ضرورت تھی اور لوگ اس میں بڑے شبہات میں مبتلا ہیں جو شرک کے داعی اور اللہ کے سوا مُردوں کی عبادت کا سبب بنے ہوئے ہیں۔ اللہ ہمیں مخالف شرع باتوں سے بچائے۔

اور زیارت کرنے والے لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس آواز بلند کرتے ہیں اور دیر تک کھڑے رہتے ہیں تو وہ بھی خلاف شرع ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کی آواز پر لوگوں کی آواز کو بلند کرنے سے منع فرمایا ہے اور جس طرح لوگ آپس میں بلند آواز سے باتیں کرتے ہیں اس طرح آپ کے ساتھ کرنے سے منع فرمایا ہے اور لوگوں کو آپ

کے پاس نیچی آواز کرنے کی ترغیب دی ہے جیسا کہ فرمایا :

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا	اے ایمان والو اپنی آوازیں
لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ	پیغمبر کی آواز سے بلند مت کیا
فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ	کرو اور نہ اُن سے ایسے کھل کر
لَا تَجْھَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ	بولا کرو جیسے تم آپس میں ایک
کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ	دوسرے سے کھل کر بولا کرتے
اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَ	ہو، کہیں تمہارے اعمال برباد
اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔	نہ ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ
اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ	ہو۔ بیشک جو لوگ اپنی آوازوں
اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ	کو رسول اللہ کے سامنے پست
اللّٰهِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ	رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن
امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَھُمْ	کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے
لِلتَّقْوٰی لَھُمْ مَغْفِرَۃٌ	تقویٰ کے لئے خاص کر دیا ہے

وَ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۔ ان لوگوں کے لئے مغفرت

(الحجرات ۳) اور اجر عظیم ہے ۔

اور اس لئے بھی کہ آپ کی قبر کے پاس دیر تک کھڑے رہنا اور بار بار آپ پر سلام پڑھنے سے بھیڑ میں اضافہ ہوگا اور آپ کی قبر کے پاس شور وغل بڑھے گا جو ان باتوں کے خلاف ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں مشروع کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ اور مردہ دونوں حالتوں میں قابل احترام ہیں ۔لہذا کسی مومن کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ ایسا عمل کرے جو ادب شرعی کے خلاف ہے ۔اسی طرح جو زائر آپ کی قبر کے پاس کھڑے ہوکر اور قبر کو سامنے کر کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں تو یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ان کے متبعین اور سلف صالحین کے خلاف ہے بلکہ ایجاد کی ہوئی بدعت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :" میرے طریقہ کو مضبوط پکڑو اور

میرے بعد ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقہ کو مضبوط پکڑو اور دانتوں سے دبالو اور ایجاد کی ہوئی باتوں سے بچو، اس لئے کہ ہر ایجاد کی ہوئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے (ابوداؤد نسائی باسناد حسن) اور آپ کا ارشاد ہے:

"جس شخص نے دین میں کوئی ایسا کام ایجاد کیا جو نہیں تھا وہ مردود ہے" اور علی ابن حسین زین العابدین رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس دعا کر رہا ہے، تو آپ نے اسے منع کیا اور فرمایا کہ میں تم کو ایک ایسی حدیث سناتا ہوں جس کو میرے والد نے اور انھوں نے اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے:

"میری قبر کو تہوار نہ بنانا اور نہ اپنے گھروں کو قبریں بنانا، اور مجھ پر درود بھیجو کیونکہ تمہارا سلام بھیجنا مجھ تک پہونچتا ہے تم جہاں کہیں رہو (اخرجہ الحافظ محمد بن عبدالواحد المقدسی فی کتاب المختارۃ)

اسی طرح جو زائر آپ پر سلام بھیجتے وقت اپنا داہنا ہاتھ بائیں پر رکھ کر سینے پر یا سینے کے نیچے مصلّی کی طرح بناتے ہیں تو یہ ہیئت بھی آپ پر سلام کرتے وقت اور نہ ہی کسی بادشاہ اور لیڈر وغیرہ کے اوپر سلام کرتے وقت بنانا جائز ہے، کیونکہ یہ ہیئت ذلت وخضوع اور عبادت کی ہے جو اللہ کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں۔ جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے اس کو علماء سے نقل کیا ہے۔ اور اس بارے میں جو بھی غور کرے گا اس کے لئے یہ مسئلہ بالکل واضح اور عیاں ہے بشرطیکہ اس کا مقصد سلف صالح کی اتباع ہو۔ لیکن جس پر تعصب اور خواہش نفس اور اندھی تقلید اور سلف صالح کے طریقہ کیطرف دعوت دینے والوں کے ساتھ بدگمانی غالب ہو تو اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ ہم اللہ سے اپنے لئے اور اس کے لئے ہدایت مانگتے ہیں اور حق کو تمام چیزوں پر ترجیح دینے کی توفیق مانگتے ہیں۔ اِنَّہٗ سُبْحَانَہٗ خَیْرُ مَسْئُوْل

اسی طرح جو لوگ دُور سے قبر شریف کو سامنے کرتے ہیں اور اپنے ہونٹوں کو سلام یا دُعا کے لئے ہلاتے ہیں تو یہ سب کھلی بدعات ہی میں شامل ہیں، اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ دین میں وہ باتیں ایجاد کرے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی ہے اور وہ ان کاموں کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت اور دوستی کے بجائے ظلم کا مرتکب ہو رہا ہے۔ اور امام مالکؒ نے اس جیسے عمل کو بہت بُرا سمجھتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس اُمّت کے آخری لوگوں کی اصلاح بھی اُنھیں چیزوں سے ہوگی جن سے پہلے لوگوں کی ہوئی تھی۔ اور سب کو معلوم ہے کہ اس اُمّت کے پہلے لوگوں کو جس چیز نے سُدھارا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین اور آپ کے صحابہ اور تابعین کے طریقہ پر چلنا ہی تھا اور اس اُمّت کے آخری لوگ بھی اس کو مضبوط تھام کر اور اس پر چل کر ہی سُدھر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانو

کو ایسی بات کی توفیق دے جس میں ان کی سعادت اور دنیا و آخرت میں عزت ہو۔ اِنَّہٗ جَوَادٌ کَرِیْمٌ ۔

تنبیہ: قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حج کے لئے نہ واجب ہے نہ شرط، جیسا کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے۔ بلکہ جو لوگ مسجد نبوی کی زیارت کریں یا مسجد سے قریب ہوں ان کے لئے مسجد کی زیارت کے ساتھ قبر کی زیارت بھی مستحب ہے، لیکن جو لوگ مدینہ منورہ سے دور ہوں اُن کے لئے جائز نہیں ہے کہ قبر نبوی کی زیارت کی نیت سے سفر کر کے مدینہ آئیں۔ البتہ مسجد نبوی کے لئے سفر کر کے آ سکتے ہیں۔ جب مدینہ آجائیں تو آپ کی قبر اور حضرت ابوبکر و عمر کی قبروں کی بھی زیارت کریں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں ساتھیوں کی قبروں کی

زیارت مسجد نبوی کی زیارت کے ضمن میں ہے، جیسا کہ صحیحین کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"صرف تین مسجدوں کی طرف سفر کیا جائے، مسجد الحرام، میری یہ مسجد اور مسجد اقصیٰ"۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی اور کی قبر کے لئے سفر کرنا جائز ہوتا تو آپ اُمت کو ضرور بتاتے اور اس کی فضیلت کی طرف ان کی رہنمائی فرماتے، اس لئے کہ آپ سب سے زیادہ لوگوں کے خیر خواہ، سب سے زیادہ اللہ کو جاننے والے اور سب سے زیادہ اللہ سے خوف کھانے والے تھے۔ اور آپ نے پوری طرح نبوت کا اعلان فرما دیا، اور اُمت کو ہر بھلائی بتادی اور ہر برائی سے ڈرادیا، کیوں نہ ہو، آپ نے ان تین مسجدوں کے سوا اور کہیں کے لئے سفر کرنے سے روکا اور فرمایا: "میری قبر کو عید مت بناؤ اور نہ اپنے گھروں کو قبرستان، اور میرے اوپر درود بھیجو، تمہارا درود تم

جہاں کہیں بھی رہو مجھ تک پہونچ جائے گا ؞"

اور قبر نبوی کی زیارت کے لئے سفر کرنے کو مشروع کہنا دراصل قبر کو تہوار بنانا ہے اور غلو و مبالغہ آرائی کی جس ممنوعات سے آپ ڈرتے تھے اسی کا واقع ہو جانا جیسا کہ بہت سے لوگ اس میں مبتلا ہو چکے ہیں محض اس عقیدہ کی وجہ سے ہے کہ لوگ قبر کی زیارت کے لئے سفر کو مشروع سمجھتے ہیں۔

اور اس باب میں جو حدیثیں بیان کی جاتی ہیں جن کو وہ لوگ جو قبر نبوی کے لئے سفر کو مشروع سمجھتے ہیں وہ سب حدیثیں ضعیف الاسناد بلکہ موضوع ہیں، جن کے ضعف پر محدثین کرام جیسے دارقطنی، بیہقی، حافظ ابن حجر وغیرہ نے تنبیہ کی ہے لہذا یہ کسی طرح جائز نہیں کہ ان ضعیف احادیث کو صحیح احادیث کے مقابلے میں پیش کیا جائے جو ان تینوں مساجد کے سوا سفر کی حرمت کو بیان کرتی ہیں ؞ آپ حضرات کی معلومات کے لئے

ان موضوع احادیث میں سے کچھ کو بیان کیا جاتا ہے تاکہ آپ ان کو پہچان جائیں اور ان سے دھوکا کھانے سے بچ جائیں۔ (۱) جس نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی اُس نے مجھ پر ظلم کیا (۲) جس نے میری موت کے بعد میری زیارت کی گویا اُس نے میری زندگی میں زیارت کی۔" (۳) جس نے ایک ہی سال میں میری اور میرے والد ابراہیم کی زیارت کی میں اللہ کے پاس اس کیلئے جنت کا ضامن ہوں۔" (۴) اور جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔"

یہ اور اس قسم کی حدیثیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہیں۔ حافظ ابن حجر نے ان احادیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ان تمام احادیث کے طرق موضوع ہیں۔" اور حافظ عقیلی نے فرمایا "اس طرح کی کوئی حدیث بھی صحیح نہیں۔" اور امام ابن تیمیہ نے فرمایا کہ یہ سب ہی روایات موضوع ہیں۔" ..... یہ آپ کے علم وحفظ اور اطلاع کے لئے کافی ہے۔ اگر ان میں کوئی چیز ثابت

ہوتی تو صحابہ ہم سے پہلے اس پر عمل کرتے، اُمت کو بتلاتے اور اس پر عمل کی دعوت دیتے کیونکہ صحابہؓ انبیاء کے بعد سب سے بہتر لوگ ہیں اور حدود الہٰی کا سب سے زیادہ علم انہیں کو ہے اور اللہ نے اپنے بندوں کیلئے جو شریعت بنائی ہے اس کو صحابہؓ ہی سب سے زیادہ جانتے ہیں اور اللہ و خلق خدا کے سب سے بڑے خیر خواہ وہی ہیں۔ جب ان احادیث کے متعلق ان کی طرف سے کوئی بات منقول نہیں تو معلوم ہوا کہ یہ سب غیر مشروع ہے۔ اگر کوئی حدیث ان میں سے صحیح بھی ہوتی تو اس کو شرعی زیارت پر محمول کیا جاتا جس سے صرف قبر کے لئے سفر کرنے کا ثبوت نہیں ملتا۔ اس مفہوم سے دونوں احادیث کے درمیان تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم۔

مدینہ کی زیارت کرنے والے کے لئے مسجد قبا کی زیارت اور اس میں نماز پڑھنی بھی مستحب ہے جیسا کہ عبداللہ ابن عمرؓ کی حدیث

میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا کی زیارت سواری پر اور پیدل چل کر کرتے تھے اور اس میں دو رکعت نماز پڑھتے تھے (بخاری ومسلم) اور سہل بن حنیف سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے گھر وضو کیا پھر مسجد قبا آکر اس میں نماز پڑھی اس کے لئے ایک عمرہ کا اجر ہو گیا (احمد، نسائی، ابن ماجہ، حاکم)۔ اسی طرح بقیع اور شہداء کی قبروں، اور حمزہؓ کی قبر کی زیارت بھی مسنون ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی زیارت کیا کرتے اور ان کے لئے دعاء فرمایا کرتے تھے، اور آپ کا یہ ارشاد بھی ہے کہ "قبروں کی زیارت کرو وہ تمہیں آخرت کی یاد دلاتی ہیں" (مسلم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو تعلیم دیتے تھے کہ جب وہ قبروں کی زیارت کریں تو یوں کہیں:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ   اے مومنو اور مسلمانوں کے گھر

الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ	والو تم پر سلام ہو اور ہم
وَالْمُسْلِمِيْنَ وَ إِنَّا اِنْ	انشاء اللہ تم سے ملنے والے
شَاءَ اللّٰہُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ	ہیں۔ ہم اپنے لیے اور تمہارے
نَسْأَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَكُمُ	لیے اللہ تعالیٰ سے عافیت
الْعَافِيَةَ۔ (اخرجہ	مانگتے ہیں۔

مسلم، عن حدیث سلیمان ابن بریدہ)

اور ترمذی میں عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے قبرستان سے گذرے تو ان کی طرف رُخ کرکے فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ	اے قبر والو تم پر سلامتی ہو
الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَ	اللہ ہم کو اور تم کو بخش دے
لَكُمْ، أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَ	تم ہم سے پہلے گئے اور ہم
نَحْنُ بِالْأَثَرِ۔	تمہارے بعد میں ہیں۔

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قبروں کی شرعی زیارت کا مقصد یہ ہے کہ وہ آخرت کو یاد دلاتی ہیں، اور اس سے مُردوں کے ساتھ نیکی کرنے اور ان کے لئے دُعاء و رحم کی درخواست کرنے کا موقع ملتا ہے۔

لیکن قبروں کے پاس دُعاء کی نیت سے زیارت کرنا، یا وہاں بیٹھنا، یا اُن سے حاجت روائی، یا بیماروں کی شفاء کا سوال کرنا، یا ان کی ذات، یا ان کے مرتبہ وغیرہ کے واسطے سے اللہ سے مانگنا تو ایسی زیارت بدعت منکرہ ہے۔ نہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے اس کو مشروع کیا، نہ سلف صالح نے اس پر عمل کیا، بلکہ یہ ان قبیح باتوں میں سے ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ آپ کا ارشاد ہے:

• قبروں کی زیارت کرو لیکن بدگوئی مت کرو۔"

یہ سارے امور بدعت ہونے میں تو ایک ہیں لیکن سب کے

مراتب الگ ہیں۔ کچھ تو بدعت ہیں شرک نہیں ہیں، جیسے قبروں کے پاس اللہ سے دعا کرنا اور میت کے حق اور مرتبہ کے واسطے سے دعا مانگنا؛ اور بعض شرک اکبر ہیں، جیسے مردوں کو پکارنا، اُن سے مدد مانگنا وغیرہ۔

ان باتوں کا مفصل بیان اس سے پہلے ہو چکا ہے، لہذا ان سے متنبہ رہنا چاہیئے اور اللہ سے حق کی توفیق اور ہدایت مانگنی چاہیئے۔ اللہ ہی توفیقِ ہدایت دینے والا ہے، اس کے سوا نہ کوئی معبود ہے نہ رب۔"

اس رسالہ کی بابت ہماری یہ آخری بات تھی جسے ہم نے لکھوا دیا۔

والحمد للہ اولاً وآخراً، وصلی اللہ علیٰ عبدہ ورسولہ وخیرتہ من خلقہ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ ومن تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین

رقم الإيداع: ١٦٠٠ / ١٦

من مطبوعات
وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد

التحقيق والإيضاح

لكثير من مسائل الحج والعمرة والزيارة
على ضوء الكتاب والسنة

تأليف

العلامة الشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز

ترجمة

الشيخ مختار أحمد ندوي

باللغة الأردية

أشرفت وكالة شؤون المطبوعات والنشر بالوزارة على إصداره

١٤٢٣هـ

١٥٤

التحقيق والإيضاح

لكثير من مسائل الحج والعمرة والزيارة

على ضوء الكتاب والسنة

تأليف

العلامة الشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز

رحمه الله

ترجمة

الشيخ مختار أحمد ندوي

باللغة الأسامية

طبع ونشر

وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد

المملكة العربية السعودية